الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

61

مسائل زکوٰۃ

تصنیف لطیف

مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور پاکستان

Marfat.com

تجلّی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

۱۳۰۷ھ

قسم کے مال کی زکوٰۃ کے حساب لگانے، ادا کرنے کے اوقات اور مصارف کے بیان

مسائل زکوٰۃ

تصنیفِ لطیف

مجددِ اعظم اِمام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر:

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر34

نام کتاب : تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلہ الزکوٰۃ

تصنیف : امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

تعداد : ایک ہزار

صفحات : ۴۸

سن اشاعت : شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

ہدیہ : دعائے خیر بحق معاونین و اراکین

ناشر : بزم عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ملنے کا پتہ

مکان نمبر 25 گلی نمبر 32 زبیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ

لاہور - پاکستان

پوسٹ کوڈ 54000

بیرونجات کے حضرات ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

Marfat.com

حرف آغاز

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عالم اسلام کی ان ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ورود مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جبکہ تمام اطراف و جوانب سے شجرہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست و نابود کرنے کی ناکام کوششیں کرتی ہیں اور اہل اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل دام میں پھنسا کر اتباع شیاطین پر لا کھڑا کرنے کے لئے ہمہ روز گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزارہا گردش لیل و نہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگار عالم ایک عظیم انسان پیدا فرما جو "**جاء الحق و زھق الباطل**" کا مظہر ہو۔ تب کہیں جا کر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین و دنیا کے وہ کام جو عام صدیوں میں نہیں کر پائے تھوڑی مدت میں کر جاتی ہے اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدندان اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کارفرما ہے جو اس سے اتنے عظیم کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخرکار دنیا "مجدد دین ملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ شخصیت جو عظمت الوہیت' ناموس رسالت' مقام صحابہ و اہل بیت اور حرمت ولایت کا پہرہ دیتی نظر آتی ہے۔ عرب و عجم کے ارباب علم جسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہماری مراد ہے امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز جنہوں نے مسلک اہل سنت اور مذہب حنفی کے خلاف اٹھنے والے نت نئے فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مرحلے پر سرخرو ہوئے۔

اہل دسنت و جماعت کے عقائد ہوں یا معمولات جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا اسے کتاب و سنت' ائمہ دین اور فقہا اسلام کے ارشادات کی روشنی میں پایہ ثبوت تک پہنچایا۔ آپ کی سینکڑوں تصانیف میں سے کسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہر کتاب میں آپ کو یہ انداز مل جائے گا۔

زیر نظر کتاب زکواۃ کے مسائل کے بارے میں ہے۔ جس میں اعلیٰ حضرت نے ایک ایک مسئلہ کو کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ قاری کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

ادارہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از گونڈہ بہرائچ چھاؤنی۔ مکان مولوی مشرف علی صاحب مرسلہ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین لطف اللہ بہم اجمعین ان مسائل میں کہ زکوٰۃ بتدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے۔ بینوا توجروا

الجواب اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرتا ہے یعنی ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ وجوب ادا ہوجاتا خواہ یوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہوئے سال تمام نہ ہوا یا یوں کہ سال گزشتہ کی دے چکا ہے۔ اور سال رواں ہنوز ختم پر نہ آیا۔ تو جب تک انتہائے سال نہ ہو بلاشبہ تفریق وتدریج کا اختیار کامل رکھتا ہے۔ جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولان حول سے پہلے زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے۔

رواہ الفقیہ ابوجعفر عن الامام الاعظم وذکرہ ابو یوسف فی الامالی کما فی الخلاصۃ وفی منتقی الامام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم الشہید رحمہ اللہ تعالی علی ما نقل المصنف فی عن المحیط انہ علی الفور عندہما وعن محمد لا تقبل شہادۃ من اخرہ فہذا ظاہر فی انہ ہو المذہب المروی عن الشیخین فی ظاہر الروایۃ.

فتح القدیر میں ہے۔

یلزم بتاخیرہ من غیر عذر ویاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشہید فی المنتقی وہو عین ما ذکرہ الفقیہ ابوجعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ یکرہ ان یؤخرہا من غیر عذر فان کراہۃ التحریم المحمل

Marfat.com

عند الاداء فاسمها عنده م وكذا عن ابی یوسف وعن محمد ترد شهادته
بتاخیر الزکوۃ لان الزکوۃ حق الفقراء فقد ثبت من الثلثۃ وجوب
فوریۃ الزکوۃ اھ ملخصاً۔

فتاوی امام قاضی خاں میں ہے۔

ھل یأثم بتاخیر الزکوۃ بعد التمکن ذکر الکرخی انہ یاثم
وھکذا ذکر الحاکم الشہید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزکوۃ
من غیر عذر لا تقبل شہادتہ وروی ھشام عن ابی یوسف لا یاثم
اھ ملخصاً

قلت۔ فقد قدم التاثیم وما یقدمه فھو الراجح الاظہر الاشہر
عند الکاضی علیه بنفسه ویکون ھو المتعمد کما صرح به الطحطاوی
والشامی وغیرھما وکذا قدمه فی الھدایۃ والکافی۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

یجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرھا من غیر
عذر وفی روایۃ الرازی علی التراخی حتی یاثم عند الموت والاول
اصح کذا فی التھذیب جواہر اخلاطی میں ہے یجب الزکوۃ علی الفور حتی یاثم بتاخیرہ
بلا عذر وقیل علی التراخی والاول اصح اھ ملخصاً۔ مجمع الانہر میں ہے۔

قال محمد لا تقبل شہادۃ من لم یؤد زکاتہ وھذا یدل علی الفور
کما قال الکرخی وعلیه الفتوی۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔

(وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیه الفتوی) کما فی شرح
الوھبانیۃ (فیاثم بتاخیرھا) بلا عذر (وترد شہادتہ) لان الامر
بالصرف الی الفقیر معه قرینۃ الفور وھی انه لدفع حاجتہ وھی
معجلۃ فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب

Marfat.com

على وجه التمام وتمامه فی الفتح اھ

اقول :- فاذا كان هذا هو قضية الدليل والالصق بمقصد الشرع الجليل وهو الاحوط فی الدين والادفع لكيد الشياطين والانفع لفقراء المسلمين وقد جزم به المولی فقيه النفس قاضی الامة وصححه من مروياتی من كبار الائمة وقد ثبت عن ساداتنا الثلثة مالكی الازمة وقد نص كثيرون ان عليه الفتوی ومعلوم ان هذا اللفظ آكد واقوی فعليه فليكن التعويل والاعتماد وان حكی التراخی ايضا عن الثلثة الامجاد وصححه ابا ثمانی والتاتارخانی۔

بل :- قال المولی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدير ماذكر ابن شجاع من اصحابنا ان الزكوة علی التراخی يجب حمله علی ان المراد بالنظر الی دليل الافتراض ای دليل الافتراض لا يوجبها وهو لا ينفی وجود دليل الا يجاب اھ قال العلامة السيد احمد المصری فی حاشية الدر المختار اختار الكمال ان الزكوة فريضة وفوريتها واجبة وليصلح هذا توفيقا بين القولين اھ۔

قلت :- وكان ظهر لی التوفيق بان من قال بالتراخی فمراده ان وقته العمر فتكون اداء متی ادی وان اثم بالتاخير ومن قال بالفور اراد انه ياثم بالتاخير وان لم يصر به قضاء ولابد فی ذلك فان الحج فوری علی الراجح مع الاجماع علی انه لو تراخی كان اداء ونظيره سجدة التلاوة وجوبها فوری عند ابی يوسف ومتراخ عند محمد وهو المختار كما فی النهر والامداد والدر المختار واذا اداها بعد مدة كان مؤديا اتفاقا لا قاضيا كما فی النهر الفائق وغيره۔

اقول :- لكن يخدش التوفيقين مانقلنا عن الخانية حيث فرض المسئلة فی التاثيم ونص رواية هشام عن ابی يوسف لا ياثم فلابد من ابقاء

Marfat.com

الخلاف وترجیح الراجح ایقال ان ھشاما انما سمع التراخی فنقل ھو ومن روی عنہ بالمعنی علی ما فہم ولعل فیہ بعدا یعرف وینکر فلیتدبر واللہ تعالٰی اعلم۔

بلکہ ہمارے بہت ائمہ نے تصریح فرمائی کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشہادہ ہے یہی منقول ہے محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی سے۔

کما مر عن الفتح والخانیۃ ومجمع الانہر ومثلہ فی خزانۃ المفتین وفی شرح النقایۃ عن المحیط وفی جواہر الاخلاطی وبہ جزم فی التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الخاصی وصاحب المضمرات شرح القدوری والطحطاوی والشامی وغیرہم عن الامام قاضی خان ان علیہ الفتوی وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالٰی۔

اقول:۔ وقول من قال ترد شہادتہ یؤیدنا کما لا یخفی ومن قال لا فقولہ لا یخالفنا اذ لیس کل ما یتحرج فیہ الاثم وان صغیرۃ مما یرد بہ الشہادۃ کما لیس یخفی علی من طالع کتاب الشہادۃ۔

اور شک نہیں کہ مدرجح میں اگر کل کی تاخیر نہ ہوئی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے۔

لان الایجاب الفوری انما ہو للکل لا البعض وھذا ظاہر جدا۔

ثم فی معنی الفور ھھنا بحث للعلامۃ الشامی قدس سرہ السامی حیث قال قولہ فیأثم بتاخیرھا الخ ظاہرہ الاثم بالتاخیر ولو قل کیوم او یومین لانھم فسروا الفور باول اوقات الامکان وقد یقال المراد ان لا یؤخر الی العام القابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یود حتی مضی حولان فقد اساء واثم اھ فتامل اھ۔

اقول:۔ لا یخفی ان ھذا القول المحتمل منقول فی عامۃ الکتب بلفظ الفور وعدم التاخیر وانما معناہ کما نصوا علیہ وافدتم انتم ھو الایتان

Marfat.com

فی اول اوقات الامکان فالتقیید بعدم التاخیر عما تقرر لا تفسیر ویظھر
لی ان قضیة الدلیل ایضًا تخالفه فان العلماء کالامام فقیه النفس
والامام المحقق علی الاطلاق والامام حسین بن محمد السمعانی صاحب
خزانة المفتین والعلامة برهان الدین ابی بکر بن ابراهیم الحسینی
صاحب جواهر الاخلاطی وغیرهم رحمهم الله تعالی ذکروا تعلیل
تفرقة محمد بایجاب الزکوٰة علی الفور والحج متراخیا بان الزکوٰة حق
الفقراء فیأثم بتاخیر حقهم بخلاف الحج فانه خالص حق المولی
سبحانه وتعالی وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الاداء والتمکن
منه لا یتاخر اصلا الا تری ان الاجل اذا حل فمطل الغنی ظلم وان قل
وکذا ما حقق المولی المحقق حیث الحق من اثما مع النص قرینة الفور وهو
الشرع لدفع حاجة الفقراء وهی معجلة یدل علی الفور الحقیقی ولا یتفاوت
التسویف بعام والعوام فی عدم حصول المقصود علی وجه التمام لاجرم
ان قال فی مجمع الانهر بعد ذکره الفتوی علی فوریة الزکوٰة معنی یجب
علی الفور انه یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان اھ وقد سمعت
نص الخانیة اذ قال هل یاثم بتاخیر الزکوٰة بعد التمکن الخ وقال فی خزانة
المفتین یاثم بتاخیر الزکوٰة بعد التمکن ومن اخر من غیر عذر لا تقبل
شهادته لان الزکوٰة حق الفقراء فیاثم بتاخیر حقهم اھ ملخصا فهذه
نصوص هواجم وما فی المنتقی مفهوم مع انه هو الذی یقضی به الدلیل
فحق ان یکون علیه التعویل نعم لا عذر فی تقیید رد الشهادة بمرور
المدة فان دلیل الفور ظنی والاثم یثبته الوجوب فترکه صغیرة لا ترد
به الشهادة الا بعد الاصرار ولا بد لذلک من مرور مدة کما افاد البحر
فی مسئلة تاخیر الحج والله تعالی اعلم۔

پھر بعد وجوب ادا تدریج کی مضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرنے

Marfat.com

ہی گنہ گار ہوگا۔ اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں۔

وقال تعالیٰ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وقال تعالیٰ فاستبقوا الخیرات

ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں ممکن کہ پیش از ادا آجائے تو بالاجماع گنہ گار ہوگا۔

فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیہ ولذا صرح القائلون بتراخی

الوجوب انہ یاثم عند الموت کما قدمنا۔

اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل، کما لایخفی علی خادم الفقہ۔ اور مالی وجانی حوادث سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کسے ہے۔ فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ممکن ہے کہ بہکا دے اور آج جو قصد ادا ہے۔ کل یہ بھی نہ رہے۔ بسیدنا وابن سیدنا امام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک قبائے نفیس نوائی طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا۔ کہ اسے راہ خدا میں دیجئے فوراً خادم کو آواز دی قریب دیوار حاضر ہوا۔ حضور نے قبائے معلی اتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی۔ فرمایا کیا معلوم تھا۔ کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔ سبحان اللہ یہ ان کی احتیاط ہے جو۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ کی آغوش میں پلے اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا کے دریا میں نہائے دھلے صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہم الکریم الاکرم وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔ پھر ہم کہ سخرہ دست شیطان ہیں۔ کس امید پر بے خوف ومطلق العنان ہیں۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں کبھی یہ خیال کہ بہ محل اہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں آئے دیں کبھی یہ کہ سائل بکثرت آتے ہیں۔ یہ چاہتا ہے۔ مال زکوٰۃ ان کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی یکمشت دینا دراالنفس پر بار ہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا۔ تو معلوم نہ ہوگا جنھیں یہ خیال ہوں ان کے لئے راہ یہی ہے۔ کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں مثلاً

Marfat.com

ماہ مبارک رمضان میں ان پر حولان حول ہوتا ہے۔ تو رمضان شریف کے لئے شوال سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک بتدریج حسب رائے و مصلحت دیتے رہیں۔ کہ اس میں ان کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے۔ اور تدریج مذموم و ممنوع سے بھی بچیں گے۔

واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ زید کے پاس زیور ہے۔ وہ اس کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ آئندہ کو زیور زیادہ ہو تو کس حساب سے زر زکوٰۃ زیادہ کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کر حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو یا گہنا یا برتن یا ورق یا کوئی شے حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اور چاندی کی ساڑھے باون تولے پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصہ تک نہ پہونچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں۔

ھذا ھو مذھب صاحب المذھب رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو الصحیح کما فی التحفۃ ثم مجمع الانھر۔

جب خمس کامل ہو جائے اُس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا۔ یوہیں ایک خمس سے دوسرے تک عفو اور پھر خمس کامل پر اس کا ربع عشر مثلاً ایک شخص کے پاس ۹ تولہ سونا ہے۔ اس پر ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اور اگر ۱۰ تولہ سے کم اس پر زائد ہے، مثلاً ایک رتی کم ۹ تولہ ہے۔ جب بھی وہی ۲ ماشہ ۲ سرخ واجب ہے۔ یہ رتی کم ۱۰، تولہ معاف ہے۔ ہاں اگر پورا ۱۰، ماشہ ۱ تولہ ہے۔ کہ خمس نصاب ہے۔ اور ہو تو اس کا بھی ربع عشر یعنے ۳ ۳/۵ سرخ اور واجب ہوگا۔ کل ۹ تولہ پر ۲ ماشہ ۵ ۳/۵ سُرخ ہے، پھر ۱۰ تولہ پورے ہونے تک کچھ نہ بڑھے گا۔ جب ۱۰ تولہ ۶ ماشہ کامل ہو وہی ۳ ۳/۵ سرخ اور بڑھ کر ۲ ماشہ ۳ ۱/۵ سُرخ واجب الادا ہوگا۔ وعلی ہذا القیاس اسی طرح جس کے پاس ۵۲ تولہ چاندی ہے۔ اس پر ۱ تولہ ۲ ماشہ چاندی واجب ہے۔ اور جب تک ۱۰ تولہ چاندی کہ خمس نصاب ہے۔ نہ بڑھے یہی واجب رہے گا۔ جب ۶۳ تولہ کامل ہو

Marfat.com

ہو جائے تو اس ۱۰ تولہ کا $\frac{1}{40}$ یعنی ۳ ماشہ $1\frac{1}{2}$ سرخ اور زائد ہو کر ۱۱ تولہ ۲ ماشہ $1\frac{1}{5}$ سرخ دینے ہوں گے۔ پھر ۳، تولہ ۶ ماشہ کے قریب تک یہی دینا ہے۔ جب ۳، تولہ پورے ہوں تو وہی $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{40}$ اضافہ ہو کر ۱۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۶ سرخ کا وجوب ہوگا۔ وعلیہ قس درمختار میں ہے۔

نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل والمعتبر وزنهما اداء ووجوبا لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليا مطلقا مباح الاستعمال او لا ربع عشر وفي كل خمس بضم الخاء بحسابه ففي كل اربعين درهما درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان وما بين الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابه وهي مسئلة الكسور اهـ ملخصا۔

پھر جو شخص مالک نصاب ہے۔ ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے خواہ بذریعہ ہبہ یا میراث یا شرا یا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا۔ تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گزرنا اس سب پر حولان حول قرار پائے گا۔ اور یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو اور مال، تجارت بھی انھیں کی جنس سے گنا جائے گا۔ اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انھیں کی نصاب دیکھی جاتی ہے۔ تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ اس ملانے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکوٰۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو و ایجاب کے وہی احکام ہیں۔ جو اوپر گزرے۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۰۰ھ کو ۴۰ تولے سونے کا مالک ہوا اور اس کے سوا جنس زر و سیم سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکوٰۃ میں فرض ہے۔ کہ سلخ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو واجب الادا ہوگا۔ ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ۱ تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا آئے اور ملا کہ اب کل ۴۲ تولے ہو گئے تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموعہ کی زکوٰۃ ۹ ماشہ $6\frac{1}{2}$ سرخ سونا واجب الادا ہوگا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولے کو ہنوز چھ مہینے اور اس دو تولے

کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سال تمام پر صرف ۲۱ تولہ تھا تو وہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر مثلاً ۲۰ ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلے یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مال تجارت خریدا جس کی قیمت ۳ تولے سونے تک پہنچی تو اگر یہ اسے ملک میں آئے ابھی دس ہی دن گزرے مگر مجموع ۳۳ تولے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراہم کی تھی۔ اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا۔ اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے۔ کہ آخر یہ اسی روپے کے بدل ہیں جس کی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی اب اگر انہیں مستفادہ میں ملاتے ہیں۔ تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔

المستفاد ولو بهبة (او شراء او ميراث او وصية اھ ش) وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه (ما لم يمنع منه مانع وهو الثنى المنفى بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ثنى فى الصدقة اھ ش) فيزكيه بحول الاصل ولو اد زكوة نقد ثم اشترى به سائمة لا تضم الى سائمة عنده من جنس السائمة التى اشتراها بذلك النقد المزكى اى لا يزكيها عند تمام حول السائمة الاصلية عند الامام للمانع المذكور اھ ش اهبا لتلخيص وفى ش ايضا احد النقدين يضم الى الاخر و عروض التجارة الى النقدين للجنسية باعتبار قيمتها بحر اه ملخصا والله تعالى اعلم ه۔

مسئلہ ۳: اگر آئندہ زیور کم ہو جائے تو کس حساب سے کمی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زکوٰۃ صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے۔ نہ عفو میں مثلاً ایک شخص آٹھ تولے سونے کا مالک ہے۔ تو ۳ ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہوا وہ

Marfat.com

صرف ۱۰ تولے کے مقابل ہے نہ پورے آٹھ تولے کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یونہیں اگر ۱۰ تولہ کا مالک ہو تو زکوٰۃ صرف ۹ تولہ یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابلہ ہے۔ دسواں تولہ معاف۔ ملتقی الابحر میں ہے۔

الزکوٰۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو ھلک بعد الحول اربعون من ثمانین شاۃ تجب شاۃ کاملۃ اھ ملخصاً

درمختار میں ہے۔

لافی عفو وھو ما بین النصب فی کل الاموال۔

پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا۔ مثلاً مثال اول میں ۶ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکوٰۃ نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا۔ وہ اب بھی باقی ہے۔ تو زکوٰۃ اسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط کما مثل لہ فی الملتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا۔ نقصان اس سے زائد کا ہوا جیسے امثلہ مذکورہ میں دو تولے یا یوں کہ ابتداءً مال صرف مقادیر نصاب پر تھا۔ عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۸ یا ۱۰ یا ۱۵ تولے سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا۔ ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد بر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصاب پیشیں پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو نقصان بھی اصلاً نقصان نہ ٹھہرے گا۔ اور اس مجموع رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم شریف کو پندرہ تولہ سونا کا مالک تھا۔ بعدہ اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا۔ یا صرف کر دیا یا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا اگرچہ بہت خفیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہو گیا تھا سلخ ذی الحجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے پندرہ تولے یعنی دو نصاب کامل کی زکوٰۃ دینی ہوگی کہ ایک مثقال سونا ہے۔ یونہیں اگر مثلاً آٹھ تولے سونے کا مالک ہے۔ اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ ماشے مل گیا تو وہی زکوٰۃ تمام و کمال

Marfat.com

لازم آئے گی۔ کہ جو ماسئے تو عفو تھا جس طرح اس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یونہی بعد ہلاک اس کا موجود رکار نہیں صرف اس قدر چاہئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا۔ ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکوٰۃ کا وجوب بحالت استمرار ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی۔ اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ ملک اول سے شمار سال جاتا رہے گا۔ اور جس دن ملک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا صفر میں سب مال سفر کر گیا۔ ربیع الاول میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے حول گنیں گے۔ حساب محرم جاتا رہا در مختار میں ہے۔

شرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی الابتداء للانعقاد وفی الانتہاء للوجوب فلا یضر نقصانہ بینہما فلو ہلک کلہ بطل الحول ۰

رد المحتار میں ہے۔

فان وجد منہ شیئا قبل الحول ولو بیوم ضمہ وزکی الکل (اسی میں ہے۔) قولہ ہلک کلہ ای فی اثناء الحول حتی لو استفاد فیہ غیرہ استانف لہ حولا جدیدا

اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے۔ اتنے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس قدر موجود پر جاری ہوں گے۔ جو جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں کہ حولان حول اسی مقدار پر ہوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے۔ تو زکوٰۃ راساً ساقط۔

وذالک لان الحولان شرط الوجوب فاذا نقص عن النصاب لم یجب شئی والا وجب فیما حال علیہ الحول ۰

حدیث میں ہے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لازکوۃ فی مال حتی یحول اخرجہ ابن ماجۃ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

حاشیہ شامی میں ہے۔

ولواستهلكه قبل تمام الحول فلا زكوٰة عليه لعدم الشرط ۔

بر تقدیر ثانی یعنی جبکہ مال پر سال گزر گیا۔ اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی اور ہنوز نہ دی تھی۔ کہ مال کم ہو گیا یہ تین حال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہوگا۔ یا تصدق یا ہلاک استہلاک کے یہ معنی اگر اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ اتلاف کیا صرف کر ڈالا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا۔ اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلا نیت زکوٰۃ کسی فقیر محتاج کو دیدیا اور ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا زر و زیور کسی کو قرض و عاریت دیا۔ وہ مکر گیا اور گواہ نہیں یا مر گیا۔ اور ترکہ نہیں یا مال کسی فقیر پر دین تھا۔ مدیون محتاج کو ابرا کر دیا کہ یہ بھی حکم ہلاک میں ہے

اب صورت اولیٰ۔ یعنی استہلاک میں جس قدر زکوٰۃ سال تمام پر واجب ہولی تھی۔ اس میں سے ایک حبہ نہ گھٹے گا یہاں تک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہو جائے تاہم قرض زکوٰۃ بدستور ہے۔ سراجیہ و نہایہ وغیرہما میں ہے۔

لو استهلك النصاب لا يسقط ۔

نہر الفائق و حاشیہ طحطاوی میں ہے۔

لو وهب النصاب لغنى بعد الوجوب ضمن الواجب و هو اصح الروايتين ۔

محیط سرخسی و عالمگیری میں ہے۔

فى رواية الجامع يضمن قدر زكوٰة و هو الاصح ۔

اور صورت ثانیہ۔ یعنی تصدق میں اگر نذر یا کفارے یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے۔ یعنی زکوٰۃ سے کچھ ساقط نہ ہوگا۔ جو باقی رہا سب کا زکوٰۃ لازم آئے گی درمختار میں ہے۔

اذا نوى نذرا او واجبا اخر يصح و يضمن الزكوٰة ۔

اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت تھی۔ اور سب تصدق کر دے تو بالاتفاق زکوٰۃ، ساقط ہو گئی۔ ہندیہ میں ہے۔

Marfat.com

من تصدق بجميع نصابه ولا ينوى الزكوٰة سقط فرضها عنه وهذا استحسان كذا فى الزاهدى ولا فرق بين ان ينوى النفل او لم تحضره النية۔

اور اگر بعض تصدق کرے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اس کی زکاۃ ساقط اور باقی کی لازم مثلاً دو سو درم پر حولان حول ہوگیا اور زکوٰۃ کے پانچ درم واجب ہوئے اب اس نے سو درم للہ دیدیئے تو ان سو کی زکوٰۃ یعنی ڈھائی درم ساقط ہوگئی صرف ڈھائی رہ گئے۔

وهو رواية عن صاحب المذهب رضى الله تعالٰى عنه كما فى الزاهدى والعناية وغيرهما وعن الامام ابى يوسف ايضا كما فى القهستانى عن الخزانة۔

قلت:۔ وبه جزم القدورى فى مختصره والسمعانى فى خزانة المفتين عن شرح الطحاوى والطرابلسى وحكاه الاكمل رواية الامام مع محمد فى هذه المسئلة قال الطحطاوى عن ابى السعود عن شيخه ان هذا هو التصريح بالحجية اھ وقد نص فى القهستانى والهندية انه عن الزاهدى انه الاشبه۔

مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً مثل استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہو اصلاً زکوٰۃ سے کچھ نہ گھٹے گا۔ تو صورت مذکورہ میں اگرچہ سو روپیہ خیرات کردے زکوٰۃ کے پانچوں درم بدستور واجب رہے۔ یہ مذہب زیادہ قوی ومقبول وشایان قبول ہے۔

اقول:۔ فقد اعتمده عامة المتون كالوقاية والنقاية والكنز والاصلاح والملتقى والتنوير وغيرها حتى لم يتعرض كثير منهم لخلافه اصلا واقرهم عليه الشروح كذخيرة العقبى والبرجندى وتبيين الحقائق والايضاح ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها وقدمه قاضى خان وابراهيم الحلبى فى متنه وهما لا يقدمان الا الاظهر الاشهر الارجح كما نصا عليه فى خطبتى كتابيهما وكذا قدمه فى الخلاصة ومعلوم ان التقديم يشعر بالاختيار كما فى كتاب الشركة من العناية والنهر والدر المختار واخر

Marfat.com

دلیلہ فی الھدایہ وھو لایؤخر الدلیل ما ھو المختار عندہ لیکون جوابا عن دلیل ما تقدم واقرہ علی ھذا الاشارۃ المحقق فی الفتح وکذا ذکر الزیلعی فی التبیین دلیل القولین وشید دلیل ابی یوسف واجاب عن دلیل محمد ونسب فی الایضاح والملتقی والدر المختار الخلاف لمحمد وھو تضعیف لہ کما عرف من محاورا تھم واقر الدر علی ذلک الشامی وقوا ہ بعض ما ذکرنا ھنا ھو صنیع الملتقی وتقدیم قاضی خان وتاخیر الھدایۃ فقد ترجح ھذا ہ۔

اولاً: بتظافر عامۃ المتون علیہ۔

وثانیاً۔ بجلالۃ شان من اعتمدوہ واقرہ کالامام فقیہ النفس الذی قالوا فیہ انہ لا یعدل عن تصحیحہ والامام المحقق صاحب الھدایۃ وعصریھما الامام صاحب الخلاصۃ والامام النسفی صاحب الکنز فالامام برھان الدین محمود وحفیدہ الامام صدر الشریعۃ والامام المحقق حیث اطلق والامام الفخر الزیلعی والعلامۃ ابن کمال الوزیر وھم جمیعا من ائمۃ الاجتھاد بوجہ اقر لھم بذلک علماء معتمدون ولا کذلک من عددنا فی القول الاول الا القدوری وشارح الطحاوی اما السمعانی فلم ار من اعترف لہ بذلک والسعود ھذا لیس ھو الامام المحقق علامۃ الوجود خاتمۃ المجتھدین محمد افندی مفتی الدیار الرومیہ فانہ متقدم علی صاحب البحر المقدم علی الشرنبلالی السابق علی السید ابی السعود ھذا المتکلم علی کتب الشرنبلالی تحشیا وتعلیقا فتصحیح ھؤلاء الجلۃ ولو التزاما لا یقاومہ قول المجروح المطروح ان غیرہ اشبہ ثم ما فیھم وفی من تبعھم من اعاظم المتاخرین من الکثرۃ کما علمت یقضی بترجیحہ فانما العمل بما علیہ الاکثر کما فی العقود الدریۃ وغیرھا۔

وثالثاً: بقوۃ دلیلہ کما یظھر بمراجعۃ التبیین وغیرہ۔

Marfat.com

ورابعاً ان فرض تساوی القولین من جهة الترجیح فیترجح هذا بانه قول ابی یوسف کما عرف ذالک فی رسم المفتی۔

وخامساً بانه الاحوط فان فیه الخروج من العهدة بیقین۔

وسادساً بانه الانفع للفقراء وقد علم ان للعلماء بذلک اعتناء عظیماً فی الزکوة والاوقاف هذا ما ظهر لی فانظر ماذا تری واللہ تعالیٰ اعلم۔

صورت ثالثہ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعہ متناسبہ اتنے کی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اتنے کی لازم باقی مثلاً دو سو بیس درم شرعی کا مالک تھا۔ حولان حول کے بعد ۵ درم واجب الادا ہوئے ابھی نہ دیئے تھے۔ کہ ۴۰ درہم ہلاک ہوگئے تو اب نیم درم ساقط اور ۴۱/۲ واجب کہ ۲۰ تو عفو تھے جن کے مقابل زکوٰۃ سے کچھ نہ تھا۔ وہ تو بیکار گئے نصاب میں سے صرف ۲۰ گھٹے جو نصاب کی عشر ہیں۔ تو زکوٰۃ کا بھی دسواں حصہ یعنی آدھا درم ساقط ہوگا۔ باقی باقی یا یوں دیکھ لیا کہ نصاب سے ۲۰ ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کا ۱/۴۰ نیم درہم ہے۔ اسی قدر ساقط ہوگیا۔ یا یوں خیال کر لیا کہ ایک سو اسی باقی ہیں۔ ان کا ۱/۴۰ ساڑھے چار ہیں۔ اسی قدر واجب رہا تینوں کا حاصل ایک ہے اور اگر صورت مذکورہ میں ۲۱ درم ضائع ہوئے ہیں۔ تو زکوٰۃ سے درم کا صرف بیسواں حصہ کہ کل واجب کا نصف عشر یعنی ۱/۲۰ ہے۔ ساقط ہوگا۔ باقی ۴ ۱۹/۲۱ واجب کہ نصاب سے فقط ایک درم ہلاک ہوا ہے یہ نصاب کا ۱/۲۰۰ تھا۔ اور اگر ۲۱۹ ہلاک ہوئے تو درم کا فقط ۱/۴۰ دینا آئے گا۔ باقی ساقط کہ اسی حساب سے حصہ نصاب باقی ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس درمختار میں ہے۔

لاشئ فی عفو ولا فی هالک بعد وجوبها لتعلقها بالعین لا بالذمة وان هلک بعضه سقط حظه ویصرف الهالک الی العفو اولاً ثم الی نصاب یلیه ثم وثم بخلاف المستهلک لوجود التعدی والتوی بعد القرض والاعارة هلاک اھ ملتقطاً۔

ردالمحتار میں ہے۔

والتوى ههنا ان يجحد ولا بينة عليه او يموت المستقرض لا عن تركة
اى بيان بے ۔ من الاستهلاك ما لو ابراء مديونه الموسر بخلاف المعسر اھ
اقول وما اشار اليه فى الدر من الترتيب فى الصرف الى النصب
فهو مذهب سيدنا الامام الاعظم رضى الله تعالى عنه خلافا للامام ابى
يوسف رحمة الله تعالى فانه يصرف الهالك بعد العفو الى جميع النصب
شائعا ولكن لم اذكره ههنا لان الكلام فى الذهب والفضة وفيهما
لا ثمرة لهذا العلم لتفاوت نصيبهما فى الواجب اصلا فانه ربع العشر
على الاطلاق وانما تظهر فى السوائم لاختلاف الواجب فيها باختلاف
النصب فقد يكون شاة وتارة بنت مخاض واخرى بنت لبون وهكذا
فمن ملك ستة وثلثين من الابل فهلك احدى عشرة فالواجب
عند الامام بنت مخاض وعند الثانى ٢٥/٣٦ بنت لبون اى خمسة و
عشرون جزءا من ستة وثلثين جزءا من اجزاء بنت لبون واما لانعدام
المثلية فيتصور تفاوت الحساب كمن ملك مائتى شاة وثمانين فالواجب ثلث
شياه فهلكت منها ثمانون فالواجب عند الامام شاتان صرفا للهلاك
الى اقرب النصب وعند ابى يوسف ١٢١/٢٨٠ ثلث شياه اى مائة واحد وعشرون
جزءا من مائتى ثمانين جزءا من ثلث شياه ولا يجب ان يكون هذا المثل
شاتين ويظهر ذلك عند التقويم فان دفع القيمة جائز فى الزكوة قطعا
فلنفرض ان شاة بسبعة وستين قرشا فقيمة الواجب عند الامام ١٣٤
قرشا وعند ابى يوسف ١٢١ وهكذا اما ههنا فالتعيين والشيوع سواء
بلا تفاوت اصلا فان من ملك مثلا ٣٠ مثقالا من ذهب فالواجب مثقال
وقيراطان لان كل مثقال عشرون قيراطا فاذا هلك ٢٢ مثقالا وبقى
٨ فالواجب على طريقة الامام نصف مثقال وعلى طريقة ابى يوسف
٥/١١ اى خمسة اجزاء من احد عشر جزءا من اجزاء مثقال وقيراطين

Marfat.com

فاذا جنسنا حصل ۲۲ قیراطا فخمستها المذکورة عشرة قراریط و
ذلك نصف مثقال وکذا اذا ملك ۸ تولجة من ذهب وهو نصاب
بان وخمسان فالواجب ۵ ماشہ ۳ ۱/۵ سرخ فاذا ملك ۳ تولجات
مثلا بقی نصابان فالواجب على طريقة الامام ۴ ماشہ ۴ سرخ وعلى طريقة
ابی یوسف ۱/۵ من الواجب الاول فاذا جعلنا الکل اخماس حبة کانت
۲۱۶ خمسا ناخذ منها ۱/۴ يحصل ۸۰۱ خمسا وهو ۴ ماشہ ۴ سرخ سواء
بسواء وان شککت فانظر الى هذا العمل (ماشہ ۴) ۱۳۶ ۸۰۱ ۱/۵ ۱۳۶ ۲۱۶ ۴/
۵۱۳۲
ثم اعلم ان ابراء المدیون الغنی ایضاً قد یکون هلاکاً وذالك اذا کان الدین
ضعیفاً وهو الذی لیس فی مقابلة سرخ مال کالمهر وبالدیة وبدل الخلع
وتمام الکلام فی رد المحتار والله سبحانه وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ سادات محتاجین کو زر زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں۔ کہ خود مانگتے ہیں۔ اور میں نے سُنا ہے کہ علمائے رام پور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب زکوٰۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلٰثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالےٰ میزان میں، فرماتے ہیں ۔

اتفق الائمة الاربعة على تحريم الصدقة المفروضة على بنی هاشم وبنی عبد المطلب وهم خمس بطون ال علی وال العباس وال جعفر وال عقيل وال الحارث بن عبد المطلب هذا من مسائل الاجماع والاتفاق اھ ملخصا۔

اول تا آخر تمام متون مذہب قاطبہ بے شذوذ شاذ و عامہ شروح معتمدہ وفتاوائے

Marfat.com

مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پرنور سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
متواتر حدیثیں اس باب میں وارد اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابہ کرام
رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
روایت کیں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ احمد والبخاری ومسلم
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی احمد وابن حبان برجال ثقات حضرت سیدنا
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما روی الامام الطحاوی والحاکم وابونعیم وابن سعد
فی الطبقات وابوعبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال ورویٰ عنہ الطحاوی حدیثًا
اخر والطبرانی حدیثًا ثالث حضرت عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی
اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ احمد ومسلم والنسائی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی
عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ
الشیخان ولہ عند الطحاوی حدیثان اخران حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ
عنہ روی عنہ البخاری ومسلم ولہ عند الطحاوی حدیث اخر حضرت معاویہ بن حیدہ
قشیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی ولہ عند الطحاوی حدیث
اخر۔ حضرت ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد وداؤد والترمذی
والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمۃ والحاکم۔ حضرت ہرمز یا کیسان مولیٰ رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
روی عنہ اسحٰق بن راہویہ وابو یعلی الموصلی والطحاوی والبزاز والحاکم حضرت ابولیلیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت ابوعمیرہ رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہما الطحاوی حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبدالرحمن بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقال صحابی حضرت
عبدالرحمن بن ابی عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ علق عن الثلثۃ الترمذی حضرت ام المومنین
صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا الستۃ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہا روی عنہا احمد ومسلم حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا احمد
والبخاری ومسلم اور بیشک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت وکرامت ونظافت

Marfat.com

وطہارت کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے۔ اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس تعلیل کی تصریح فرمائی۔

کما فی حدیث المطلب عند مسلم وابن عباس عند الطبرانی وعلی المرتضی عند الطحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اسی طرح عامہ علماء مثل امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار اور امام شمس الائمہ سرخسی محیط اور امام صدر شہید شرح جامع صغیر اور امام برہان الدین فرغانی ہدایہ اور امام حافظ الدین نسفی کافی اور امام فخرالدین زیلعی تبیین اور امام سمعانی خزانۃ المفتین اور علامہ یوسف چلپی ذخیرۃ العقبی اور محقق غزی منح الغفار اور مدقق علائی درمختار اور فاضل زادہ رومی مجمع الانہر اور سید حموی، غمز العیون اور ان کے غیر ان کے غیر میں اس حکم کی یہی علت بیان فرماتے ہیں اور شک نہیں کہ یہ علت تغیر زمانہ سے متغیر نہیں ہوسکتی تو دائما ابدا بقائے حکم میں کوئی شبہ نہیں یہاں تک کہ جمہور علماء کرام مثل امام ابوالحسن کرخی و امام ابوبکر جصاص و امام حسام الدین عمر صدر شہید و امام علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ و امام طاہر بخاری صاحب خلاصہ و امام سغناقی صاحب نہایہ و امام نسفی صاحب کافی امام زیلعی شارح کنز و امام حسین بن محمد صاحب خزانہ و امام ہمام محمد بن الہمام صاحب فتح و علامہ اتقانی صاحب غایۃ البیان و علامہ برجندی شارح نقایہ و علامہ زین بن نجیم صاحب اشباہ و بحر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر و علامہ ابراہیم حلبی صاحب ملتقی و علامہ محمد حصکفی صاحب درمختار و مصنفان اختیار شرح مختار و فتاوی ہندیہ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ سے عمل صدقات کی اجرت لینا ناجائز، ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ اغنیا کے لئے بھی روا کہ من کل الوجوہ زکوٰۃ نہیں مگر آخر شبہ زکوٰۃ ہے اور بنی ہاشم کی جلالت شان شبہہ لوث سے بھی برارت کی شایاں تبیین الحقائق میں ہے۔

استحقہ عمالۃ الا ان فیہ شبہۃ بدلیل سقوط الزکوٰۃ عن ارباب الاموال فلا یحل للعامل الہاشمی تنزیہا لقرابۃ النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عن شبہۃ الوسخ وتحل للغنی لانہ لا یوازی الہاشمی فی استحقاق الکرامۃ فلا تعتبر الشبہۃ فی حقہم اھ ملخصا۔

Marfat.com

محیط و بحر و درر و غیرہا میں ہے زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو بھی جائز نہیں حالانکہ مکاتب اغنیاء کے لئے حلال اور وجہ وہی کہ ملک مکاتب من وجہ ملک مولیٰ ہے۔ اور یہاں شبہ مثل حقیقت رد المحتار میں ہے۔

فی البحر عن المحیط وقد قالوا انہ لایجوز لمکاتب ھاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبھۃ ملحقۃ بالحقیقۃ فی حقھم اھ ای ان المکاتب وان صار حرا یدا حتی یملک مایدفع الیہ لکنہ مملوک رقبۃ ففیہ شبھۃ وقوع الملک لمولاہ الھاشمی والشبھۃ معتبرۃ لکرامتہ بخلاف الغنی کما مر فی العامل فلذا قیدہ بقولہ فی حق بنی ھاشم اھ۔

بالجملہ۔ جب حدیث وہ اور فقہ یہ پھر خلاف کی طرف راہ کہاں اب جو صاحب جواز پر فتویٰ دیں ان کا منشا غلط ایک مقدوح و مرجوح و مجروح و مطروح روایت ہے۔ جو ابو عصمہ نوح بن ابی مریم جامع نے امام رضی اللہ عنہ سے حکایت کی کہ ہمارے زمانے میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ روا ہے۔ کہ بسبب حرمت مال غنیمت سے خمس خمس ملتا تھا۔ اب کہ وہ نہیں ملتا زکوٰۃ نے عود کیا۔

اقول۔ یہ حکایت نہ روایۃً ترجیح نہ درایۃً صحیح ہم ابھی بیان کر آئے کہ علت حرمت نص صریح صاحب شرع صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وتصریحات متنظافرہ حاملان شرع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کثافت صدقات و نظافت سادات یعنی بنی ہاشم ہے اور وہ تبدل زمانہ سے متبدل نہیں ہوسکتی اور جو دلیل اس ضعیف قبل پر بیان میں آئی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی کامل ناتمامی اپنے فتاوای یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ مندرجہ مجموعہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں بحمد اللہ تعالیٰ روشن بیانوں سے واضح کردی اور اسی طرح اٹھارہ دلائل ساطعہ قائم کئے کہ امام اجل ابو جعفر طحاوی قدس سرہ کی طرف اس روایت مرجوحہ کے اخذ و اختیار کی نسبت میں بڑا دھوکا واقع ہوا جن میں سترہ خود کلام امام ممدوح کی شہادتیں ہیں۔ بلکہ وہ بلاشبہ اسی مذہب حق و ظاہر الروایۃ کو ہی مذہب مأخذ فرماتے اور معتمد و مفتی بہ ٹھہراتے ہیں۔ ایک سہل سی عام فہم بات یہ ہے۔ کہ وہی امام ممدوح اپنی اسی کتاب شرح معانی الآثار کی اسی کتاب کے باب کی بحث

Marfat.com

ہیں جہاں ان سے اس ترجیح معکوس کا وقوع بتایا جاتا ہے۔ خاص اسی بحث انا لسند سے متصل صاف صریح تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بنی ہاشم کے غلام تو غلام موالی پر بھی زکوٰۃ حرام فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ سے اس کا خلاف معلوم نہیں سبحان اللہ جب ان کے نزدیک خود بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ حلال تھی تو ان کے غلاموں پر حرام ماننا کیونکر معقول تھا۔ طرفہ یہ کہ یہیں امام طحاوی نے اس مذہب کو اختیار فرمایا ہے۔ کہ بنی ہاشم پر نہ صرف زکوٰۃ صدقات واجبہ بلکہ صدقہ نافلہ بھی حرام ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی قول ہے۔ پھر انہیں، قائل جواز ماننا کیسا سخت قول بالمحال ہے۔ جسے اس مطلب جلیل کی تنقیح جمیل پر اطلاع منظور ہو فتاوٰی فقیر کی طرف رجوع کرے اور جب یقیناً معلوم کہ روایت شاذہ مذہب اجماعی ائمہ ثلثہ کے خلاف واقع اور تمام متون کا اس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی احادیث متواترہ اس کی دافع اور دلیل و درایت میں بھی اس کا حصہ محض ذاہب وضائع اور فتوٰی امام طحاوی یقیناً جانب ظاہر الروایۃ راجح تو اس پر فتوٰی دینا قطعاً مردود جس سے شرح مطہر جزماً مانع۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق متون کی کیسی شان جلیل ہے۔ جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح تصحیحوں کو قبول نہ کیا نہ کہ اس طرف تصحیح و ترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحۃً امام مجتہد نے اسی جانب پر فتوٰی دیا ہو باینہمہ اسے چھوڑ کر ادھر جانا کس قدر موجب عجب شدید ہے۔ درمختار میں ہے۔

قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوٰی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول۔

کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الروایۃ ہی مرجح ہے۔ اگرچہ دونوں مذیل بفتوٰی ہوں۔ بحر الرائق میں ہے۔

اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاھر الروایۃ والرجوع الیھا۔

علماء فرماتے ہیں۔ جو کچھ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ہمارے ائمہ کا مذہب نہیں۔ ردالمحتار کی کتاب احیاء الموات میں ہے۔

ماخالف ظاھر الروایۃ لیس مذھبا لاصحابنا۔

پھر جبکہ خاص اسی طرف فتوٰی ہوا اور اس جانب کچھ نہیں تو ادھر چلنا روش فقہی سے

Marfat.com

کتنا بعید ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قوت دلیل کس قدر موجب تعویل یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں۔

لا یعدل عن درایۃ وافقھا روایۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ و رد المحتار وغیرھما۔

اس تنکیر روایتہ پر نظر کیجئے اور ما نحن فیہ کی حالت دیکھئے جب روایت کی موافقت مانع عدول تو ماہی الروایتہ کا خلاف کیونکر مقبول پھر اس طرف احادیث متواترہ ان سب کے علاوہ جن کی صحت پر ایسا یقین کہ گویا گوش خویش کلام اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہ سن رہے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان وجوہ کے بعد بھی وہ روایت قبول تو قبول التفات کے قابل ٹھہرے لاجرم ملاحظہ کیجئے کہ بکثرت علمائے اصحاب متون و شروح و فتاویٰ اپنے تصانیف غلیہ جلیلہ معتمدہ مثل قدوری و ہدایہ۔ ووافی۔ وکنز۔ و وقایہ۔ ونقایہ۔ واصلاح۔ وملتقی۔ وتنویر وہدایہ۔ وقایہ۔ وکافی۔ وایضاح۔ واشباہ۔ و در مختار و طریقہ محمدیہ۔ وحدیقہ ندیہ وخانیہ۔ وخلاصہ۔ وخزانۃ المفتین۔ وجواہر اخلاطی۔ وعلمگیری وغیرہا میں اس روایت کا نام تک زبان پر نہ لائے اور طبقہ فطبقہ منع و تحریم کی روشن تصریحیں کرتے آئے کیا وہ اس روایت شاذہ سے آگاہ نہ تھے۔ یقیناً تھے۔ مگر اُسے قابل التفات نہ سمجھے اور بیشک وہ اسی قابل تھی۔ یہ باون عبارتیں اور ستائیس حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں۔ سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی۔

بالجملہ۔ اصلا محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکوۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ دینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتوی دینا محض غلط و باطل اور حیلۂ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کئے ہیں۔ در مختار میں ہے۔

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق الاجماع اھ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر۔

Marfat.com

اقول: بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہیں کے صدقے میں انہیں کے سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں۔ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں گے۔ کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔ ابن عساکر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع الیٰ اھل بیتی یدًا کافاتہ علیھا یوم القیامۃ۔

جو میری اہلبیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع صنیعۃ الیٰ احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتہ اذا لقینی

جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سا صاحب التاج خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرما دیں ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دوجہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروروں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے۔ جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا لقینی اشارہ فرماتا ہے۔ بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔ مسلمانو اور کیا درکار ہے۔ دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو۔ وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے۔ کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ

Marfat.com

سے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہوجائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہوگیا اور خدمت سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا ذخیرہ و ہندیہ میں ہے۔

اذا اراد ان یکفن میتا من زکوٰۃ مالہ لا یجوز والحیلۃ ان یتصدق بھا علی فقیر من اھل المیت ثم ھو یکفن بہ فیکون لہ ثواب الصدقۃ ولاھل المیت ثواب التکفین وکذلک فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد وبناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰتہ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ وللفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ اھ ملخصا۔

اقول ۔ ویظھر لی ان ثواب تلک القرب لھما جمیعًا لان من دل علی خیر کان کفاعلہ وقد تواتر عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نظائرہ تکامل الثواب لکل شریک فی الخیرات لا تنقص الشرکۃ من اجورھم شیئًا فھذا الذی حدانی علی الجزم بما سمعت ثم رأیت فی الدر المختار حیلۃ التکفین بھا التصدق علی الفقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما اھ قال الشامی ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضًا لان الدال علی الخیر کفاعلہ وان اختلف الثواب کما وکیفا قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقۃ علی یدی مائۃ لکان لھم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجرہ شیئ اھ فھذا عین ما بحثت وللہ الحمد۔

مگر اس میں دقت آتی ہے کہ اگر اس نے نہ مانا تو اسے کوئی راہ جبر کی نہیں کہ آخر وہ مالک مستقل ہوچکا اسے اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے۔ درمختار میں ہے۔

الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء وھل لہ ان یخالف امرہ لم ارہ والظاھر نعم۔

Marfat.com

ردالمحتار میں ہے۔

ابحثہ صاحب النہر وقال لانہ مقتضی صحۃ التملیک قال الرحمتی والظاہر انہ لاشبہۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ من زکوۃ مالہ وشرط علیہ شرطا فاسدا طلبۃ والصدقۃ لاتفسد بالشرط الفاسد۔

لہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے نزدیک اس کا بے خلش طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مال زکوٰۃ سے بیس۲۰ روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے۔ کسی فقیر عاقل بالغ مصرف زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں۔ مگر مفت نہ دیں گے بیس۲۰ روپے کو بیچیں گے۔ یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہی نخواہی راضی ہو جائے گا۔ جانے گا کہ بے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا اب بیع شرعی کر کے بیس روپے بہ نیت زکوٰۃ اسے دے جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبہ ثمن میں لے لے اول تو وہ خود ہی دے دیگا۔ کہ سرے سے اسے ان روپوں کے اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی۔ کہ وہ گرہ سے جاتا سمجھے اسے تو صرف اس کپڑے یا غلے کی امید تھی وہ حاصل ہے تو انکار نہ کرے گا۔ اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اس قدر میں اس کا مدیون ہے۔ اور دائن جب اپنے دین کی جنس سے مال مدیون پائے تو بلا اتفاق بے اس کی رضامندی کے لے سکتا ہے۔ اب یہ روپے لے کر بطور خود نذر سید یا بنائے مسجد میں صرف کر دے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔ درمختار میں ہے۔

یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ اھ۔

اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس مصرف زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبن فاحش کی مبایعت بلا تکلف روا ہو اور کپڑے غلے کی تخصیص اس لئے کی کہ اگر کچھ پیسے بعوض روپوں کے بیچنا چاہے گا۔ تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین شرط ہو گا۔ وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایت اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علماء اسی طرف ہیں۔ اور یہی قول منقح کما بیناہ فی البیوع من فتاوانا

Marfat.com

بل حققنا فیما ان لادلالۃ لکلام الجامع الصغیر ایضاً علی اشتراط التقابض وان نص العلامۃ الشامی۔ بہر حال حتی الوسع محل خلاف سے بچنا احسن اور زر زکوٰۃ پر اس کا قبضہ کرا کر اپنے مطالبے میں لینے کی قید اس لئے کہ کوئی صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا۔ کما نص علیہ العلماء اور یہ تو پہلے بیان میں آچکا کہ اغنیائے کثیر المال شکر نعمت بجا لائیں، ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ یہ کہ معاذ اللہ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپے اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عز وجل کو فریب دینا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح نسأله تعالٰی ان یصلح اعمالنا و یحصل آمالنا والحمد للہ رب العالمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجت مند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو نہ اپنا شوہر نہ اپنی عورت اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو۔ جب تک عدت سے باہر نہ آئے نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے۔ جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ اگرچہ یہ اصلی و فرعی رشتے عیاذاً باللہ بذریعہ زنا ہوں نہ اپنا یا ان پانچوں قسم میں کسی کا مملوک اگرچہ مکاتب ہو نہ کسی غنی کا غلام غیر مکاتب نہ مرد غنی کا نابالغ بچہ نہ ہاشمی کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجت مند کہنے سے کافر و غنی پہلے ہی خارج ہو چکے یہ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کے سوا سب کو روا مثلاً ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جبکہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے

Marfat.com

بعض متہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھتے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں۔ بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ وقد اوضحنا ذلک فی فتاوانا۔ اسی طرح غیر ہاشمی کا آزاد شدہ بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو یا آپ اور اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ و ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زن غنیہ کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن۔ بھائی۔ چچا۔ پھوپھی۔ خالہ۔ ماموں۔ بلکہ انھیں دینے میں دونا ثواب ہے زکوٰۃ و صلہ رحم یا اپنی بہو یا داماد یا ماں کا شوہر یا باپ کی عورت یا اپنے زوج یا زوجہ کی اولاد کہ ان سولہ کو بھی دینا روا جبکہ یہ سولہ ان سولہ سے نہ ہوں از آنجا کہ انھیں ان سے مناسبت ہے۔ جس کے باعث ممکن تھا۔ کہ ان میں بھی عدم جواز کا وہم جاتا لہٰذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصاب مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کہتے ہیں۔ دوم مال ہو مگر نصاب سے کم یہ فقیر ہے۔ سوم نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق جیسے مدیون چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے لینا روا نہیں یا وہ شخص کا مال دوسرے پر دین مؤجل ہے۔ اور ہنوز میعاد نہ آئی اب اسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے۔ تو میعاد آنے تک بقدر حاجت لے سکتا ہے۔ یا وہ جس کا مدیون غائب ہے۔ یا لے کر مکر گیا اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس نہیں۔

بالجملہ[1] مدار کار حاجت مندی معنی مذکور پر ہے تو جو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پا سکتا اگرچہ غازی یا حاجی یا طالب علم یا مفتی مگر عامل زکات جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال سے تحصیل زکات پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن

---

[1] اگر دین مؤجل ہے خواہ ابتداء یا یوں کہ جو اجل مقرر ہوئی تھی۔ گذر چکی اور مدیون غنی حاضر ہے تو یہ صورت دسترس کی ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

میں لگانا یا مسجد کنواں، خانقاہ، مدرسہ، پل، سرا وغیرہ بنوانا ان سے زکوٰۃ نہ ادا ہوگی اگر ان میں صرف کیا چاہے تو اس کے وہی حیلے ہیں۔ جو مسئلہ رابعہ میں گزرے۔

هذا كله ملخص ما استقر عليه الامر فی تنوير الابصار والدر المختار ورد المحتار وغيرها من معتبرات الاسفار وقد لخصناه بتوفيق الله احسن تلخيص لعله لا يوجد من غيرنا ولله الحمد فمن شك فی شئ من هذا فليراجع الاصول التی سميناها ولم يسم نعم لا باس ان نورد نصوص لبعض ما يكاد يخفی او يستغرب ففی رد المحتار شمل الولاد بالنكاح والسفاح فلا يدفع الی ولده من الزنا الخ وفيه تحت قوله او بينهما زوجية ولو مبانة ای فی العدة ولو بثلاث نهر عن معراج الدراية اه وفيه تحت قوله ولا الی مملوك المزكی ولو مكاتبا وكذا مملوك من بينه وبينه قرابة ولاد او زوجية لما قال فی البحر ط فتح الخ وفيه تحت قوله بخلاف طفل الغنية فيجوز ای ولو لم يكن له اب بحر عن القنية اه وفيه وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ويجوز دفعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته تاترخانية اه ملخصًا وفيه من كتاب الوصايا تحت قوله الشرف من الام فقط غير معتبر يؤيده قول الهنديه عن البدائع فثبت ان الحسب والنسب يختص بالاب دون الام اه فلا تحرم عليه الزكوٰة ولا يكون كفوا للهاشمية ولا يدخل فی الوقف علی الاشراف لما اه وفيه قال فی الفتح ايضًا لا يحل له ای لابن السبيل ان ياخذ اكثر من حاجته قلت وهذا بخلاف الفقير فانه يحل له ان ياخذ اكثر من حاجته وبهذا فارق ابن السبيل كما افاده فی الذخيرة اه وفيه تحت قوله ومنه ما لو كان ماله مؤجلا ای اذا احتاج الی النفقة يجوز له اخذه الزكوٰة قدر كفايته الی حلول الاجل نهر عن الخانية اه وفيه تحت

Marfat.com

قولہ او علی غائب ای ولو کان حالا لعدم تمکنہ من اخذہ ط اھ فیہ تحت قولہ او معسر او جاحد ولو لہ بینۃ فی الاصح فیجوز لہ الاخذ فی اصح الاقاویل لانہ بمنزلۃ ابن السبیل ولو موسرا معترفا لا یجوز کما فی الخانیۃ اھ وفیہ تحت قولہ وفی سبیل اللہ وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب قال فی النھر والخلف لفظی للاتفاق علی ان الاصناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ وفیہ تحت قولہ وبھذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ ھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھو کذالک والاوجہ تقییدہ بالفقیر الی اٰخر ما افادہ علیہ رحمۃ الجواد واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴ میرے کل زیور طلائی سادے اور جڑاؤ میں سونے کا وزن موتی اور نگینے اور لاکھ وغیرہ منہا کرکے اڑسٹھ تولے ہے۔ اور زیور نقرئی تین سو اکتالیس تولہ اس صورت میں جو سالانہ زکوٰۃ ہو اس سے شرح مطلع کیا جاؤں اور ایک دستور العمل ایسا ہو کہ آئندہ جس قدر اور بنے اس پر زکوٰۃ بڑھائی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب سونے چاندی کی نصاب اور ان پر واجب وعفو کا حساب مسئلہ ثانیہ میں مشرحاً گزرا اور زیادت ونقصان کے تمام احکام بتفصیل تمام مسئلہ ثانیہ وثالثہ میں مبین ہوئے وہ دونوں مسئلے بجائے خود دستور العمل تھے۔ مگر اختلاط زر وسیم یعنی دونوں مال کا مالک ہونا البتہ بعض نئے احکام کا موجب ہوتا ہے۔ جن کا بیان ادھر گزرا لہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بعض ضوابط ضروریہ اور ذکر کرکے دستور العمل کی تکمیل کرتا اور حضرت مستفتی دامت برکاتہ ودیگر ناظرین مستفیدین سے اس کے صلے میں دعائے عفو وعافیت دارین کی تمنا رکھتا ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق مال جب بشرائط معلومہ نصاب کو پہونچے تو نفس وجوب زکوٰۃ کا سبب اور ایراث حکم میں مستقل ہے۔ جسے اپنے حکم میں دوسری شے کی حاجت نہیں

Marfat.com

اور نصاب کے بعد جو خمس نصاب ہو وہ بھی نصاب و سبب ایجاب ہے ہاں جو خمس سے کم ہے وہ اپنی نوع میں مثلاً چاندی یا سونے میں موجب زکوٰۃ نہیں ہو سکتا کہ شرع مطہر نے اسے عفو رکھا ہے۔

کما قدمنا فی المسئلۃ الثانیۃ۔

اسی طرح جو ملتا نصاب کو نہیں پہنچا بنفسہٖ سببیت وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر جب اس نوع کے ساتھ دوسری نوع بھی ہو یعنی زر و سیم مختلط ہوں تو اب آنجا کہ وجہ سببیت ثمنیت تھی۔ اور وہ دونوں میں یکساں تو اس حیثیت سے ذہب و فضہ جنس واحد ہیں۔ لہذا ہمارے نزدیک جو ایک نوع میں موجب زکوٰۃ نہ ہو سکتا تھا۔ خواہ اس لئے کہ نصاب ہی نہ تھا۔ یا اس لئے کہ نصاب کے بعد عفو تھا۔ اس مقدار کو دوسری نوع سے تقویم کر کے ملا دیں گے کہ شاید اب اس کا موجب زکوٰۃ ہونا ظاہر ہو پس اگر اس ضم سے کچھ مقدار زکوٰۃ بڑھے گی (یا یوں کہ نوع ثانی قبل ضم نصاب نہ تھی۔ اس کے ملنے سے نصاب ہو گی۔ یا اگلی نصاب پر نصاب خمس کی تکمیل ہو گئی) تو اسی قدر زکوٰۃ بڑھا دیں گے۔ اور اب اگر کچھ عفو بچا تو وہ حقیقۃً عفو ہو گا ورنہ کچھ نہیں اور اگر ضم کے بعد بھی کوئی مقدار زکوٰۃ زائد نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ اصلاً موجب زکوٰۃ نہ تھا۔ ہدایہ میں ہے۔

تضم قیمۃ العروض الی الذہب والفضۃ حتی یتم النصاب ویضم الذہب الی الفضۃ للمجانسۃ من حیث الثمنیۃ ومن ہذا الوجہ صار سببا ثم یضم بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فتح القدیر میں ہے۔

النقدان یضم احدہما الی الاخر فی تکمیل النصاب عندنا۔

تبیین الحقائق میں ہے۔

یضم الذہب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل جنس واحد

خلاصہ میں ہے۔

اصل ہذا ان الذہب یضم الی الفضۃ فی تکمیل النصاب عندنا وہذا استحسان۔

Marfat.com

نقایہ میں ہے۔

یضم الذهب الى الفضة بالقیمة لاتمام النصاب۔

ان عبارات ائمہ وتقریر مذکور سے واضح ہوا کہ یہ ملانا صرف بغرض تکمیل نصاب ہوتا ہے نصاب کہ بنفسہ کامل ہے۔ محتاج ضم نہیں کہ خود سبب مستقل ہے تو شرع مطہر اس کے سبب ایک مقدار واجب فرما چکی اب نصاب کو دوسری چیز سے ضم کرنے کا ایجاب تکمیل نصاب نہیں تعطیل نصاب ہے یا یوں کہیے کہ اس ضم سے مقصود تحصیل واجب ہے۔ نہ تبدیل واجب ولہذا ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ذہب وفضہ کی کامل نصابوں میں حکم ضم نہیں بلکہ نصاب وذہب پر جدا زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب فضہ پر جدا ہاں اگر کوئی یہ چاہے کہ میں ایک ہی نوع زکوٰۃ میں دوں اور وہ قیمت لگا کر ضم کرے تو ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر اس وقت واجب ہوگا کہ تقویم ایسی کرے جس میں فقرا کا نفع زائد ہو مثلاً ایک نقد زیادہ رائج ہے۔ دوسرا کم تو جو رائج تر ہے۔ اس سے تقویم کرے۔ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں۔

لوکان کل منهما نصابا تاما بلا زیادة لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاته فلو ضم حتی یؤدی کله من الذهب او الفضة فلا باس به عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما هو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منهما ربع عشره۔

اس نفیس تقریر سے یہ **فائدے** حاصل ہوئے کہ اگر ایک جانب نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور دوسری طرف نصاب سے کم تو یہاں یہی طریقہ ضم متعین ہوگا۔ کہ اس غیر نصاب کو اس نصاب سے تقویم کرکے ملادیں یہ نہ ہوگا۔ کہ نصاب کو تقویم کرکے غیر نصاب سے ملائیں مثلاً چاندی نصاب اور سونا غیر نصاب تو اس سونے کو چاندی کریں گے چاندی کو سونا نہ کریں گے۔ اور عکس ہے تو عکس۔ اسی طرح اگر ایک طرف نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور دوسری جانب مع عفو تو صرف اس عفو کو اس نصاب سے ملائیں گے نصاب مع العفو مجموع کو ضم نہ کریں گے۔ کہ محتاج تکمیل صرف وہی عفو ہے نہ نصاب مثلاً، ۹ یا ۱۲ تولے سونا اور ۵۲ تولے

Marfat.com

چاندی ہے۔ جس میں ۸ تولے چاندی عفو ہے۔ تو صرف اس ۸ تولے چاندی کو سونا کریں گے نہ مجموعہ ۱۰ تولے کو یوہیں۔ اگر دونوں جانب عفو ہے۔ تو صرف ان عفووں کو باہم ملائیں گے۔ دونوں طرف کے نصابیں الگ نکال لیں گے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولو فضل من النصابین اقل من اربعة مثاقیل واقل من اربعین درھما فانه تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما او اربعة مثاقیل ذھب کذا فی المضمرات۔

پس ثابت ہوا کہ قابل ضم وہی ہے۔ جو خود نصاب نہیں پھر اگر یہ قابلیت ایک ہی طرف ہے جب تو طریقہ ضم آپ ہی متعین ہوگا۔ کما سبق اور دونوں جانب ہے۔ تو البتہ یہ امر غور طلب ہوگا۔ کہ اب ان میں کس کو کس سے تقویم کریں کہ دونوں صلاحیت ضم رکھتے تھے اس میں کثرت وقلت کی وجہ سے ترجیح نہ ہوگی کہ خواہی نخواہی، قلیل ہی کو کثیر سے ضم کریں۔ کثیر کو نہ کریں کہ جب نصابیت نہیں تو قلیل وکثیر دونوں احتیاج تکمیل میں، یکساں ردالمحتار میں ہے۔

لا فرق بین ضم الاقل الی الاکثر وعکسه۔

بلکہ حکم یہ ہوگا۔ کہ جو تقویم فقیروں کے لیے انفع ہو اسے اختیار کریں اگر سونے کو، چاندی کرنے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے۔ تو وہی طریقہ برتیں اور چاندی کو سونا ٹھہراتے ہیں۔ تو یہی ٹھہرائیں اور دونوں صورتیں نفع میں یکساں تو مزکی کو اختیار۔ درمختار میں ہے۔

ولو بلغ احدھما نصابا دون الآخر تعین ما بلغ ولو بلغ باحدھما نصابا وخمسا وبالآخر اقل قومه بالانفع للفقیر سراج اھ وفی ردالمحتار عن النھر عن الفتح تتعین ما یبلغ نصابا دون ما لا یبلغ فان بلغ بکل منھما واحدھما اروج تعین التقویم بالاروج اھ وفی شرح النقایة للقھستانی وان تساویا فالمالك مخیر۔

جب یہ امور ممہد ہوئے تمام صورتوں کے احکام معلوم ہوگئے کہ اختلاط دوسیم انہیں تین حال میں منحصر۔ یا کسی کی طرف کوئی مقدار قابل ضم نہ ہوگی اور یہ جب ہی ہوگا کہ دونوں

Marfat.com

نصاب ہوں اور دونوں بے عفو اس کا حکم اول ہی گزرا کہ ہر ایک کی زکوٰۃ جدا واجب ہوگی۔ اور ایک ہی نوع سے دینا چاہیے تو نفع فقرا کا لحاظ واجب یا صرف ایک طرف مقدار قابل ضم ہوگی یہ یونہی ہوگا۔ کہ ایک نصاب بالعفو ہو اور دوسرا اس کا غیر نصاب یا نصاب مع العفو تو اس کی دو صورتیں نکلیں ان کا ضابطہ[ط] بھی معلوم ہو چکا کہ خاص اسی قابل ضم کو دوسرے کے ساتھ تقویم کریں گے[ع] یا دونوں طرف مقدار قابل ضم ہو یہ اس طرح ہوگا کہ دونوں نصاب سے کم یا ایک کم اور ایک میں عفو یا دونوں میں عفو تو اس کی تین صورتیں ہوئیں۔ ضابطہ[ط] بھی مذکور ہوا کہ جو مقداریں دونوں طرف قابل ضم ہیں۔ انہیں کو آپس میں ملائیں گے۔ اور نفع فقرا کا لحاظ رکھیں گے یعنی جس تقویم میں زیادہ مالیت واجب الادا ہو وہی اختیار کریں گے۔ اور مالیت برابر ہو تو جس نقد کا رواج زیادہ ہے۔ اسے لیں گے اور تعدد رواج سب یکساں ہوں تو اختیار دیں گے جدول اختلافات زر و سیم مع اشارۂ احکام۔

نقد / قسم	نصاب سے کم	نصاب[ط] بے عفو	نصاب بالعفو
نصاب سے کم	دونوں کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کو سونا کریں	سونے کا عفو اور چاندی کا کل بلحاظ انفع ملائیں
نصاب بے عفو	سونے کو چاندی کریں	ہر ایک کی جدا زکوٰۃ اور ملانا ہو تو بلحاظ انفع	سونے کے عفو کو چاندی کریں
نصاب بالعفو	چاندی کا عفو اور سونے کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کے عفو کو سونا کریں	دونوں عفووں کو بہ لحاظ انفع ملائیں۔

ط اس مثلث نہ خانہ احکام کا خانہ منقلب وہ صورت ہے جس میں اصلاً حکم ضم نہیں اور اس کے چاروں خانہ آتشی بادی آبی خاکی متعلق ضابطہ اولی اور باقی چار رکن خانے کہ چاروں گوشوں پر ہیں متعلق ضابطہ ثانیہ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

ہر چند اس بیان و جدول نے مسئلہ واضح کر دیا۔ مگر بوجہ پیچیدگی تمام مسلمین کے
لئے ان دونوں ضابطوں میں ایضاح امثلہ کی بیشک ضرورت لہذا فقیر غفرلہ المولی القدیر بھیر،
جانب تفصیل عنان گردانی کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

شرح ضابطۂ اولے چاندی سونے میں جب ایک نصاب تام بلاعفو ہو اور
دوسرا لنصاب نہ ہو خواہ کلاً یعنی سرے سے نصاب تک پہنچا ہی نہ ہو یا بعضاً یعنی نصاب
کے بعد جو عفو بچا ہو اس غیر نصاب کل یا بعض کو اس دوسرے کے ساتھ ضم کریں گے۔
مثلاً چاندی کل بعض غیر نصاب ہے تو اسے بلحاظ قیمت سونا قرار دے کر سونے کے نصاب
سے ملائیں گے۔ اور سونا کل یا بعض غیر نصاب ہے۔ تو اسے چاندی سے تو ضابطۂ اولیٰ کی دو صورتیں
بعد بسط چار ہو گئیں۔ جیسا کہ مطالعہ جدول سے واضح ہوا ہوگا۔ اب ہم بعد ضم دیکھیں گے۔
کچھ زکوٰۃ بڑھی یا نہیں اگر اب بھی نہ بڑھی تو وہ غیر نصاب عفو مطلق تھا کہ کسی طرح موجب زکوٰۃ
نہ ہوا اور بڑھی تو یا کچھ عفو نہ بچے گا۔ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ یہ غیر نصاب جو اپنی نوع میں
نا موجب زکوٰۃ نظر آتا تھا۔ حقیقۃً بالکل موجب تھا۔ یا قدرے بچے گا تو ثابت ہوگا۔ کہ واقع
میں اسی قدر عفو ہے باقی پر زکوٰۃ تو یہ تین حالتیں ہوئیں جنہیں ان چار میں ضرب دیے سے
بارہ صورتیں نکلیں۔ اب ہر ایک کی مثال لیجئے اور حساب کے لئے فرض کیجئے کہ تولہ
بھر سونے کی قیمت چوبیس تولے چاندی ہے۔ اور تولہ بھر چاندی کی چار رتی سونا۔

مثال ۱ ایک شخص کے پاس ۵۲ر تولے چاندی اور سوا پانچ ماشہ سونا ہے۔ تو چاندی
نصاب تام بلاعفو ہے۔ اور سونا کلاً غیر نصاب لہذا سونے کو چاندی کر کے چاندی سے
ملایا۔ یعنی بلحاظ قیمت دیکھا کہ اس قدر سونے کی کتنی چاندی ہوئی نرخ مذکور پر یہ سونا ۱۰ر تولے
چاندی کا ہوا تو گویا وہ ۵۲ر تولے چاندی ۵ ماشہ سونے کا مالک نہیں بلکہ ۶۳ تولے
چاندی کا مالک ہے۔ یہ چاندی کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس پوری ہوئی جس پر
عفو کچھ نہ بچا۔

مثال ۲ اسی صورت میں ۱۰ ماشے سونا فرض کیجئے جس کے ۲۰ تولے چاندی تو گویا
۷۲ر تولے چاندی کا مالک ہے۔ جس میں وہی نصاب کامل و نصاب خمس نکل کر ۹

تولے چاندی عفو کی کہ خمس نصاب سے کم ہے۔ یہ عفو حقیقی ہوا یعنی سونے کو چاندی سے ضم نہ کرتے تو بوجہ عدم نصاب بالکل عفو نظر آتا تھا۔ ضم کرنے سے کھل گیا۔ کہ اس میں صرف ۷ ماشے سونا جس کی ۹ تولے چاندی ہوئی عفو ہے باقی پر زکوٰۃ واجب۔

مثال ۳ صورت مسطورہ میں صرف ۵ ماشے سونا لیجئے تو کل عفو رہے گا۔ کہ اس کی دس ہی تولے چاندی ہوئی اور ہال جب تک نصاب کے بعد خمس نصاب تک نہ پہنچے عفو ہے۔ اور چاندی میں خمس ۱۰ تولے سے ہے۔

مثال ۴ اسی صورت میں ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا لیجئے تو ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہے۔ اس کے بعد ۵ ماشے عفو نظر آتا ہے۔ بس اسی قدر کو چاندی سے ضم کریں گے اور ایک نصاب اور ایک نصاب وخمس نصاب سیم کی زکوٰۃ واجب ہوں گے جس میں عفو کچھ نہ رہا۔

مثال ۵ اسی صورت میں اگر ۸ تولے ۷ ماشے سونا ہے تو بدلیل مثال دوم وہی ۷ ماشے سونا عفو رہے گا۔

مثال ۶ ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا ہے۔ تو نصاب زر سے جتنا زیادہ ہے۔ یعنی ۷ ماشے سب عفو مطلق ہے۔ کہ بعد ضم بھی زکوٰۃ نہیں بڑھاتا ان چھ مثالوں میں چاندی نصاب تام بلا عفو تھی اور سونا قابل ضم پہلی تین میں راسًا نصاب سے کم اور پچھلی تین میں صواب وہ مثال لیجئے کہ سونا نصاب تام بلا عفو اور چاندی انھیں دو وجہوں پر قابل ضم۔

مثال ۷ ایک شخص ۷ تولے سونا، ۲۱۶ تولے چاندی کا مالک ہے۔ تو چاندی کا لا غیر نصاب ہے۔ اسے بحساب قیمت سونا کیا تو ۱ تولے ہوا یہ پوری نصاب خمس ہے۔ تو سونے کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس ہوئی اور عفو اصلا نہ بچا۔

مثال ۸ اسی صورت میں چاندی ۵۰ تولے رکھئے تو ۴۰ تولے رکھئے تو ۱۴ تولے عفو ہوگی کہ ۳۶ تولے سونے کی نصاب خمس ہو گئی ۱۴ تولے کا ۷ ماشے سونا ہوا کہ خمس سے کم ہے۔ وہ عفو رہا۔

مثال ۹ اسی صورت میں چاندی ۳۰ تولے فرض کیجئے تو کل عفو ہے۔ کہ اس

Marfat.com

کا سوا ہی تولے سونا ہوا تو بعد ضم بھی کچھ نہ بڑھا۔

مثال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اب ہمیں وہ تین صورتیں بیان کرنی رہیں۔ جن میں سونا نصاب بے عفو ہو اور چاندی نصاب بامعفو جس کے عفو کو سونے سے ملائیں تو جب بھی عفو ہے۔ یا کچھ زکوٰۃ واجب کرے کچھ عفو یا بالکل زکوٰۃ واجب کرے یہ پچھلی دو صورتیں بظاہر محال عادی نظر آتی ہیں کہ نصاب میں عفو وہی ہوتا ہے۔ جو خمس سے کم ہو اور نصاب کے بعد زکوٰۃ وہی واجب کرتا ہے جو خمس تک پہنچے تو ان صورتوں کا وقوع جب ہی ہوگا۔ کہ ۱۰ تولے سے کم چاندی ۱۔ تولے سونے کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو مگر یہ عادۃً ہو نہیں سکتا بلکہ ۱۰، تولے یا اس سے کچھ زیادہ چاندی تولہ بھر سونے کی قیمت کو بھی نہیں پہونچتی تو بادی النظر میں یہاں صرف صورت اولیٰ ہی قابل وقوع ہے یعنی عفو سیم کو نصاب ذہب سے جب ملایئے عفو ہی رہے۔ مگر ایک نفیس و شریف وجلیل ولطیف قاعدہ معلوم کرنے سے کھل جائے گا دو صورتیں بھی قابل وقوع ہیں۔ اس باعظمت قاعدے کا جاننا صرف انہیں صورتوں کے لیے ضرور ہے۔ بلکہ جو اہل زکوٰۃ زر و سیم دونوں قسم کے مالک ہوں اور عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں ان سب پر اس کا علم فرض عین ہے۔ کہ اس کے نہ جاننے میں بہت غلطیاں اور خرابی و زیاں واقع ہوتے ہیں۔ لوگ اکثر سمجھ لیتے ہیں۔ ہم زکوٰۃ ادا کر چکے اور واقع میں مطالبہ باقی ہوتا ہے وہ **ضروری قاعدہ عظیم الفائدہ واجب الحفظ** یہ ہے کہ اگرچہ زر و سیم کی قیمت و وزن باہم اکثر مختلف ہوتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ صنعت کا قدم درمیاں ہو مثلاً ممکن کہ تولہ بھر سونے کا کوئی گہنا صناعی کے سبب پچاس روپے کی قیمت کا ہو اگرچہ ایک تولہ سونے کی قیمت پچیس ہی روپیہ ہو یا تولہ بھر چاندی کی چیز چار روپے کو بکے اگرچہ چاندی ایک ہی روپیہ تولہ بھر دہلی کی سادہ کاریوں میں یہ بات خوب واضح ہوتی ہے۔ یوہیں جب مال ہارتا ہو تو قیمت وزن گھٹ جاتی ہے۔ کما لا یخفی مگر شرع مطہر نے سونے چاندی میں وجوباً واداءً ہر طرح وزن ہی کا اعتبار فرمایا ہے۔ نہ قیمت کا مثلاً کسی کے پاس صرف ۷ تولے سونے کا گہنا ہے کہ قیمت میں ۷ تولے تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہونا ہے۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ۷ تولے کامل نہ ہوا یا ۷ تولے ہارتے سونے کا مال ہے۔ کہ قیمت

ہیں، تولے سونے سے بھی کم ہے۔ اس پر زکوٰۃ واجب کہ وزن نصاب پورا ہے۔ یا ایک شخص کے پاس ۷، تولے سونے کا زیور ہے۔ جو بوجہ صنعت ۱۵، تولے سونے کی قیمت ہے۔ اس پر صرف ۲، ماشے سونا واجب ہوگا کہ وزن کا چالیسواں حصہ ہے۔ نہ ہم ۴، ماشہ کہ قیمت کا ۱/۴۰ ہے یا ۱۵، تولے وزن کی چیز قیمت ہیں ۷، تولے کے برابر ہے۔ تو باعتبار وزن ۴، ماشے سونا اپنا ہوگا۔ بہ لحاظ قیمت ۲/۱ ماشے دینے سے نہ چھوٹے گا۔ یہ تو وجوباً اعتبار وزن ہوا اور ادائیگی کی یہ صورت کہ مثلاً اس پر ۲، ماشہ سونا واجب الادا تھا۔ اس نے اس کے بدلے ۲، ماشے نفیس کندن کہ قیمت میں ۲/۱، ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا۔ ادا کیا تو جہت برآنہ ہوا کہ واجب کا وزن پورا نہ ہوا اور ہارتا سونا ۲، ماشے دے دیا جو قیمت میں ڈوہی ماشے کے برابر تھا۔ تو ادا ہو گیا اگرچہ اس میں کراہت ہے۔ لقولہ عزوجل لستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ۔

درمختار میں ہے۔

المعتبر وزنہما اداءً ووجوباً لا قیمتہما۔

ردالمحتار میں ہے۔

یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنہما نصاباً نص حتی لو کان لہ ابریق ذہب او فضۃ وزنہ عشرۃ مثاقیل او مائۃ درہم وقیمتہ لصیاغتہ عشرون او مائتان لم یجب فیہ شئی اجماعاً قہستانی اسی میں ہے لو لہ ابریق فضتہ وزنہ مائۃ وقیمتہ بصیاغتہ مائتان لا تجب الزکوٰۃ باعتبار القیمۃ لان الجودۃ والصنعۃ فی اموال الربا لا قیمۃ لہا عند انفرادہا ولا عند المقابلۃ بجنسہا۔ اسی میں ہے۔ یعتبر ان یکون المؤدی قدر الواجب وزنا فلو ادی عن خمسۃ جیدۃ خمسۃ زیوفا قیمتہا اربعۃ جیدۃ جاز وکرہ ولو اربعۃ قیمتہا خمسۃ ردیئۃ لم یجز اھ ملخصاً۔

مگر جب ان میں ایک کو دوسرے سے تقویم کریں مثلاً چاندی کو سونے یا سونے کو چاندی سے جیسا کہ ضم کی صورتوں میں دیکھتے آئے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہے۔ کہ

Marfat.com

جودت وصنعت خلاف جنس کے مقابلہ میں بالاجماع قیمت پاتی ہے۔ مثلاً بارہ تولے چاندی کا وزنی گہنا ہے اور قیمت میں ۱۴ تولے چاندی کے برابر اب اس کی قیمت سونے سے لگائیے گا۔ تو بہ لحاظ قیمت پورا تولہ بھر سونا ہوگا نہ بلحاظ وزن ۱۱ ماشہ و لہٰذا جس کے پاس ۲۰۰ تولے چاندی کا زیور چار سو روپے کا قیمتی ہو جس پر ۵ تولے چاندی واجب وہ اگر ۵ تولے چاندی دے دے گا۔ ادا ہو جائے گا۔ اور ۵ تولے چاندی کی قیمت کا سونا دے گا۔ ہرگز ادا نہ ہوگا بلکہ ۱۰ تولے چاندی کا قیمتی سونا دینا آئے گا۔ ردالمحتار میں ہے۔

عدم اعتبار الجودة انما ہو عند المقابلۃ بالجنس اما عند المقابلۃ بخلافہ فتعتبر اتفاقاً۔ اسی میں ہے۔ لو کان لہ ابریق فضۃ وزنہ مائتان وقیمتہ ثلث مائۃ ان ادی خمسۃ من عینہ او من غیرہ جاز واجمعوا انہ لو ادی من خلاف جنسہ اعتبرت القیمۃ حتی لو ادی من الذہب ما تبلغ قیمتہ خمسۃ دراہم من غیر الاناء لم یجز فی قولہم لتقوم الجودۃ عند المقابلۃ بخلاف الجنس کذا فی المعراج نہر اھ ملخصاً۔

جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو ان دو صورتوں کی مثالیں بھی واضح ہوگئیں مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰ تولے سونا اور ۶۱ تولے چاندی کا گہنا ہے۔ جو بوجہ صناعی ۶۸ تولے کی قیمت کا ہے اس میں ۵۲ تولے چاندی تو نصاب کامل ہوگئی ۹ تولے بچی وہ عفو نظر آتی ہے۔ اسے بلحاظ قیمت سونے سے ملایا تو یہ ۹ تولے بسبب صنعت ۱۶ تولے کی قیمت میں ہے۔ جس کا ۱ تولے سونا ہوا کہ خمس نصاب زر ہے۔ تو ایک نصاب سیم اور ایک نصاب و خمس نصاب و زر کی زکوٰۃ واجب ہوئی اور عفو کچھ نہ بچا اور اسی صورت میں ۶۲ تولے چاندی ہے۔ تو ماشہ بھر سونا کہ اس ۶ ماشے چاندی کی قیمت ہوا عفو رہے گا۔ کما لا یخفی واللہ تعالےٰ اعلم۔

شرح ضابطہ ثانیہ

ملاحظہ جدول سے یہ بھی کھلا ہوگا کہ دونوں جانب مقدار قابل ضم ہونے کی تین صورتیں بھی عند البسط چار ہوگئیں یعنی چاندی سونا دونوں غیر نصاب یا دونوں نصاب مع العفو یا چاندی غیر نصاب اور سونے میں عفو یا سونا غیر نصاب اور چاندی میں عفو۔ پھر ہر صورت چھ حال سے خالی نہیں

Marfat.com

(۱) یہ کہ بعد ضم بھی اصلاً زکوٰۃ نہ پڑے یعنی خواہ قابل ضم چاندی کو سونا کیجئے یا قابل ضم سونے کو چاندی کسی طرح یہ مقدار موجب زکوٰۃ نہ ہوا اس صورت میں وہ عفو حقیقی رہے گا۔ مثلاً ایک شخص ۲۰ر تولے چاندی اور ایک تولے سونے کا مالک ہے چاندی کو سونا کیجئے تو کل سونا ایک تولہ ۱۰ر ماشہ ہوا اور سونے کو چاندی تو کل چاندی ۳۴ تولے نہ اتنا سونا موجب زکوٰۃ اتنی چاندی (۲) سونے کو چاندی کیجئے تو نصاب بنے اور چاندی کو سونا کیجئے تو نہ بنے مثلاً ۱۰ر تولے چاندی ۵ر تولے سونا ہے۔ سونے کو چاندی کیا تو کل چاندی ۱۳۰ر تولے ہوئی۔ کہ دو نصاب کامل اور دو نصاب خمس اور ۴ر تولے عفو ہے اور چاندی کو سونا کیا تو کل ۵ر تولے سونا ہوا کہ نصاب تک بھی نہ پہنچا لہذا سب کو چاندی ہی ٹھہرائیں گے۔ (۳) اس کا عکس کہ چاندی کو سونا کرنے سے نصاب بنے اور سونے کو چاندی کرنے سے نہ بنے مثلاً ۷ر تولے ۷ر ماشے سونا اور ۵۰ تولے چاندی ہے ۷ر تولے سونا تو نصاب کامل ہو کر الگ ہو گیا بچا ۷ر ماشہ سونا ادھر وہ عفو ہے۔ اور ادھر ۵۰ر تولے چاندی یہ بے نصاب ہے۔ انہیں دونوں کا باہم میل ہوتا ہے۔ اب اگر ماشے بھر سونے کو چاندی کرتے ہیں۔ تو کل چاندی ۵۷ تولے آتی ہے یہ نصاب بھی نہ ہوئی اور چاندی کو سونا کرتے ہیں تو یہ کل سونا ۲ر تولے ۲ر ماشے ہوتا ہے۔ کہ ۱ر تولہ نصاب خمس ہو کر موجب زکوٰۃ ہو گا۔ اور باقی ۸ر ماشے عفو رہے گا۔ (۴) دونوں سے نصاب بنے مگر چاندی فقرا کے لئے انفع ہو مثلاً ۷ر تولے سونا ۴۴ر تولے چاندی کہ سونا کیجئے تو ۸ر تولے ۹ر ماشے ہوا ۷ر تولے پر زکوٰۃ اور ۱ر تولہ عفو تو صرف ۲ر ماشے سونا دینا ہوگا۔ جس کی قیمت ۴ر تولے چاندی کیجئے تو ۱۰۲ر تولے ہوئی کہ پوری چار نصاب بلا عفو ہے جس پر ۵ر تولے چاندی واجب تو چاندی کرنے میں فقرا کو ۹ر ماشے چاندی زیادہ ملے گی (۵) سونا انفع ہو جیسے ۷ر تولے سونا ۸۴ تولے چاندی کہ چاندی کیجئے تو چار نصاب کامل کے بعد ۹ تولے عفو رہے گی۔ اور صرف ۵ر تولے چاندی دینی ہوگی جس کی قیمت ۲ر ماشے ۵ سرخ سونا اور سونا کیجئے۔ تو پورا ۱۰ر تولے ہوا ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس بلا عفو ہے جس پر ۲ر ماشے ۶½ سرخ سونا واجب تو سونا کرنے میں فقرا کو ½۱ سرخ سونا زیادہ جائے۔ (۶) دونوں یکساں ہوں۔ مثلاً فرض کیجئے تولہ بھر سونے کی قیمت ۲۱ر تولے چاندی ہے۔ اور یہ شخص ۴۲ تولے چاندی ۵ تولے سونے کا مالک ہے۔ اگر چاندی

کو سونا کرتے ہیں۔ تو تین سات تولے یعنی ایک نصاب کامل ہوا جس پر ۲ ماشے سونا جس کی قیمتی ۴ تولہ ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی کا واجب ہوا اور سونے کو چاندی کیجیے تو ۱۸۵ تولے ۴ ماشے چاندی یعنی تین نصاب کامل ہوئی جس پر ۴ تولے ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی قیمتی ۲ ماشہ سونے کی واجب ہوئی ہر طرح حاصل ایک ہی رہتا ہے اس صورت میں مزکی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس سے چاہے تقویم کرے بشرطیکہ دونوں رواج میں یکساں ہوں ورنہ رائج تر متعین ہوگا اس ضابطہ کی چار صورتوں میں ان پانچ حالتوں کو ضرب دیجیے تو چوبیس ہوتی رہیں جس کے امثلہ کی پوری تفصیل موجب تطویل اور جبکہ ہم ہر صورت کی ایک مثال لکھ چکے وضوح مسئلہ بحمد اللہ اپنے منتہی کو پہنچا جس کے بعد زیادہ اطالت کی حاجت نہیں۔

اب بحمد اللہ یہ دستور العمل کامل و مکمل ہو گیا۔ کہ عالم میں کوئی اختلاط زر و سیم ان ۴۲ صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا ایک صورت دونوں جانب کمال نصاب بلا عفو کی اور ۱۲ صورتیں ضابطہ اولیٰ اور ۲۴ ضابطہ ثانیہ کی اور ۲ صورتیں کہ صرف چاندی کا مالک ہو یا صرف سونے کا مالک ہو یا صرف سونے کا ان کے احکام مسئلہ ثانیہ میں واضح ہو چکے اکتالیس ہوئیں چالیس ویں صورت کہ سونا چاندی کچھ نہ رکھتا ہو۔ اس کا حکم خود واضح اب یہ مسائل بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کے بیان احکام کو کافی دوانی ہو گئے انہیں سے آئندہ کی زیادت و نقصان کے احکام نکل آئیں گے کہ آخر بڑھ کر انھیں بیالیس ۴۲ صورتوں سے ایک میں رہے گا غایت یہ کہ تبدیل صورت ہو جائے مثلاً پہلے جو مال تھا۔ ضابطہ اولیٰ کی صورت یکم پر تھا اب بڑھ کر ضابطہ ثانیہ یا اولیٰ کی دوم یا اول الصور ہو گیا وعلیٰ ہذا القیاس۔ یوہیں گھٹ کر ۴۲ صورتوں سے باہر نہ جائے گا۔ تو کوئی حکم ایسا نہیں جسے یہ مسائل نہ بتائیں۔ زیادت و نقصان میں کہاں زکوٰۃ گھٹے بڑھے گی کہاں نہیں یہ مسئلہ ثانیہ و ثالثہ سے دیکھ لیجیے امید کرتا ہوں کہ یہ شرح و ایضاح بحول الفتاح اسی تحریر فقیر کا حصہ خاصہ ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اب صورت جزئیہ مسئول عنہا کا حکم نکالنا کتنی بات ہے۔ ۹۸ تولے ۲ ماشہ سونا اور ۱۳۴ تولے چاندی کا ول ہر ایک کی نصابیں۔ الگ نکال لیجیے ۹۸ تولے ۲ ماشہ میں سونے کی ۹ نصابیں کامل ہوئیں جن پر ایک تولہ ماشہ ۲ سرخ سونا واجب ہوا اور ۸ ماشے فاضل بچا

Marfat.com

کہ اپنی نصاب میں عفو ہے۔ ۱۳۲۴ تولے ہیں ۲۱۵ تولے کی چھ نصابیں کامل جن پر ۵ تولے ۱ ماشے ۴ سرخ چاندی واجب اور ۲۱ تولے کی دو نصاب خمس ہوئیں۔ جن پر ۴ ماشہ ۲ ۱/۵ سرخ واجب ان کا مجموعہ ۸ تولے ۳ ماشے ۶ ۱/۵ سرخ ہوا اور مال میں ۵ تولے چاندی فاضل رہی کہ اپنی نوع میں عفو ہے۔ اب یہ صورت ضابطہ ثانیہ کی ہوئی کہ دونوں جانب ایک قسم عفو قابل ضم موجود ہے اس میں ان چھ حالتوں کی جانچ باقی رہی چاندی کو سونا کیجیے تو ۵ تولے چاندی عام نرخ سے اس قابل نہیں کہ ۱ ماشے سونے کی قیمت پہنچے جو اس ۸ ماشے سے مل کر خمس نصاب ذہب یعنی ۱ تولہ سونا بنائے اور زکوٰۃ واجب کرے اب سونے کو چاندی کیجیے تو آج کل کے بھاؤ سے ۸ ماشہ سونا بیشک ۱۶ تولے چاندی سے کچھ زیادہ ہی کا ہے۔ تو وہ اس ۵ تولے چاندی سے مل کر ۲۱ تولے چاندی ۲ ماشے زائد ہوگا۔ یہ دو نصاب خمس اور حاصل ہوئیں جن پر ۴ ماشے ۲ ۱/۵ سرخ چاندی اور بڑھی تو یوں کریں گے۔ اور ۹۸ تولے سونے ۱۳۴۴ تولے چاندی پر ۱ تولہ ۸ ماشے ۴ سرخ سونا اور ۸ تولے ۱۱ ماشے ۴/۵ سرخ چاندی واجب مانیں گے ۴/۵ سرخ کے معنی رتی کے چار خمس جسے تقریباً ایک رتی چاندی کہیے یہ عام بھاؤ کے اعتبار سے ہے۔ اور اگر بوجہ صنعت نفس مال کے کوئی قیمت بڑھ گئی ہو تو اس کا حساب مالک کو معلوم ہوگا۔ اس کے لئے وہ قاعدہ منزوعہ واجب الحفظ ہم اوپر لکھ ہی چکے۔

غرض للہ الحمد والمنۃ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے بتوفیق المولیٰ سبحانہ وتعالےٰ ان مسائل کو ایسی شرح وتکمیل وبسط جلیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ شاید ان کی نظیر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص ان سب کو بغور کامل خوب سمجھ لے گا۔ وہ ہزار ہا مسائل زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا۔ جیسے کوئی عالم محقق بیان کرے جن مسائل میں فقیر نے آج کل کے بعض مدعیان فقاہت وتحدیث بلکہ امامت فنون فقہ وحدیث کو فاحش

ـــلہ نرخ باختلاف اسعار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہاں ۸ ماشے سونا ۱۶ تولے چاندی سے کم کا ہو تو نصب فضہ میں ایک خمس کم ہو جائے گی جس کے سبب مقدار واجب سے ۲ ماشے ۱ ۱/۵ سرخ چاندی گھٹا دیں گے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

غلطیاں کرتے دیکھا کم علم آدمی جو ان تحریرات فقیر کو بنج احسن سمجھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بے تکلف صحیح وصاف ادا کرے گا۔ مگر حاشا ہرگز اُردو عبارت جان کر اپنی فہم پر قناعت نہ کرے کہ نازک یا غور طلب بات جو آدمی کی اپنی استعداد سے ورا ہو کسی زبان میں کیسی ہی واضح ادا کی جائے پھر نازک ہے۔ بلکہ واجب کہ کسی عالم کامل سے ان مسائل کو پڑھ لے تاکہ بحول اللہ تعالیٰ اس باب میں خود عالم کامل ہو جائے۔

واستغفر واللہ العظیم الاعظم مما جری علی لسان القلم وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیدنا ومولانا محمد النبی الاکرم والہ وصحبہ وبارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ صحیح تعداد زکوٰۃ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جو ہر سال مقدار واجب سے کم زکوٰۃ میں دیا گیا ہے۔ وہ محسوب زکوٰۃ ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بیشک محسوب ہوا کہ ادائے زکوٰۃ کی نیت ضرور ہے۔ مقدار واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائط صحت سے نہیں غایت یہ کہ ایک جز واجب کے ادا میں تاخیر ہوئی اس سے مذہب راجح پر گناہ آیا زکوٰۃ موذی کی نفی صحت تو نہیں والامر بین غنی عن التبیین پس ہر سال جتنا زکوٰۃ میں زیادہ ادا ہوا اور جو باقی رہتا گیا وہ اس پر دین ہوتا گیا حتیٰ کہ اگر کسی نصاب سے معارض ہو جائے گا۔ تو اسی قدر مقدار واجب گھٹ جائے گی تشریح اس کی یہ ہے کہ دین عبد دینی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دین حقیقۃً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دین زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے) انسان کے حوائج اصلیہ سے ہے۔ ایسا دین جس قدر ہوگا۔ اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر بقدر نصاب ہو مثلاً ہزار روپے پر حولان حول ہوا اور اس پر پانسو قرض ہیں تو پانسو پر زکوٰۃ آئے گی۔ اور ساڑھے نو سو دین ہے۔ تو اصلاً نہیں کہ باقی قدر نصاب سے کم ہے درمختار میں ہے۔

لا زکوٰۃ علی مدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا

اسی کا ہے۔ فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد سواء کان

اللہ تعالی کزکوۃ وخراج والعباد الخ۔

رد المحتار میں ہے۔

المطالب هنا السلطان تقدیرا لان الطلب له فی زکوۃ السوائم

وکذا فی غیرها لم یبطل حقه من الاخذ اه ملخصا وایضاحه۔

یوہیں دو سو چالیس درم شرعی کہ ایک نصاب کامل وایک خمس ہے۔ (دو سو درم کی ۵۲ تولے چاندی ہوئی اور چالیس کی ۱۰ تولے) اللہ بر تیہ درم شرعی زکوۃ کے واجب ہا گر ملک جیلائی یا سجلا یا غنا ہر سال پانچ درم دیتا گیا تو سال اول ایک درم زکوۃ کا اس پر دین رہا دوسرے سال وہ گویا دو سو انتالیس ہی درم کی جمع رکھتا ہے۔ کہ ایک درم مشغول بدین ہے۔ تو نصاب خمس کہ دو سو کے بعد چالیس کامل تھی جاتی رہی اور اس سال صرف دو سو درم کی زکوۃ پانچ ہی واجب ہوئے پس وہ جب تک یک درم مذکور ادا نہ کرے یا سال تمام پر اس کی حاجت سے فارغ ایک درم اور جمع نہ ہو جائے جب تک اس پر یہی پانچ درم واجب ہوا کریں گے۔ البتہ ادائے دین زکوۃ کی تاخیر سے گنہگار ہوگا۔ اور یہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ ہو جائے۔ والعیاذ باللہ تعالی اور اگر صورت مذکورہ میں فرض کیجئے کہ وہ ہر سال ایک ہی درم دیتا رہا تو سال اول اس پر پانچ درم زکوۃ کے دین رہے۔ سال دوم میں گویا صرف دو سو چھتیس جمع ہیں۔ اس سال وہی پانچ ہوئے اور دیا ایک ہی تو اب چار اور قرض ہو کر نو درم دین ہو گئے۔ تیسرے سال تیرہ چوتھے میں سترہ یوہیں ہر سال یوں ہی زکوۃ میں چار چار بڑھتے جائیں گے اور واجب وہی پانچ پانچ ہوتے رہیں گے کہ دو سو سے دو سو انتالیس تک پانچ ہی واجب ہیں جب سال دہم میں اکتالیس درم دین ہو جائیں گے تو گیارھویں سال اکلا کوئی زکوۃ واجب نہ ہوگی کہ اب صرف ایک سو ننانوے بچے کہ نصاب سے کم ہیں۔ سال۔

---

۱ یعنی اپنی آمدنی سے دیتا رہا۔ اور جمع اسی قدر قائم رہی نہ کم ہوئی نہ زائد

۱۲ منہ۔

Marfat.com

یازدہم بھی اگر اس نے ایک درم حسب دستور دے دیا تو پھر پانچ درم واجب ہو جائیں گے کہ اب دین میں صرف چالیس درم رہے اور دو سو پورے جمع قرار پائے وعلی ہذا القیاس فرض سنین ماضیہ میں کم دینے والا اس نفیس حساب کو خوب سمجھ کر جتنا دین اس کے ذمے نکلے فی الفور ادا کرے۔ ردالمختار میں ہے۔

لو کان له نصاب حال علیه حولان ولم یزکیه فیهما لازکوٰة علیه فی الحول الثانی واللّٰه تعالٰی اعلم۔

Marfat.com

ادارہ کی مطبوعات

جو سٹاک میں موجود ہیں

۱۔ چودھویں صدی کا مجدد کون	سید احمد سعید کاظمی
۲۔ زمین ساکن ہے	امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
۳۔ شب معراج دیدار الٰہی	〃 〃 〃 〃
۴۔ شان صدیق و علیؓ	〃 〃 〃 〃
۵۔ سلام رضا	〃 〃 〃 〃
۶۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے	〃 〃 〃 〃
۷۔ نماز پڑھنے کے فائدے نہ پڑھنے کے نقصانات	قاضی غلام محمود ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

تمام کتابیں دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

ناشر: بزم عاشقان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
مکان نمبر 25 گلی نمبر 32
زیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کئی بار تو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کرونگا حالانکہ جو کام تو آج انجام نہیں دیگا کل اسکا انجام دینا اور بھی مشکل ہوگا۔ آجکل آجکل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تجھے اپنی خواہشاتِ نفس کی مخالفت مشکل نظر آتی ہے۔ تو ایسے دِن کا منتظر ہے جب یہ مشکل آسان ہوجائیگی ایسا دِن اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ پیدا کریگا۔ خواہش کے جس درخت کو تو جوانی میں نہیں اکھاڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھاڑیگا۔ بڑھاپے کی محنت اور ورزش بہت تکلیف دہ ہوتی ہے"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کئی بار تُو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کرونگا حالانکہ جو کام تُو آج انجام نہیں دیگا کل اسکا انجام دینا اور بھی مشکل ہوگا۔ آجکل آجکل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تجھے اپنی خواہشاتِ نفس کی مخالفت مشکل نظر آتی ہے۔ تُو ایسے دِن کا منتظر ہے جب یہ مشکل آسان ہوجائیگی ایسا دِن اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ پیدا کریگا۔ خواہش کے جس درخت کو تُو جوانی میں نہیں اکھاڑ سکا بڑھاپے میں کیا اکھاڑیگا، بڑھاپے کی محنت اور ورزش بہت تکلیف دہ ہوتی ہے"

Marfat.com